اِحتساب
اور
اِنسان کی پیدائشِ نَو

(Rebirth or Reincarnation)

ڈاکٹر کاشف خان • لندن

اِحتساب
اور
اِنسان کی پیدائشِ نو

Rebirth or Reincarnation

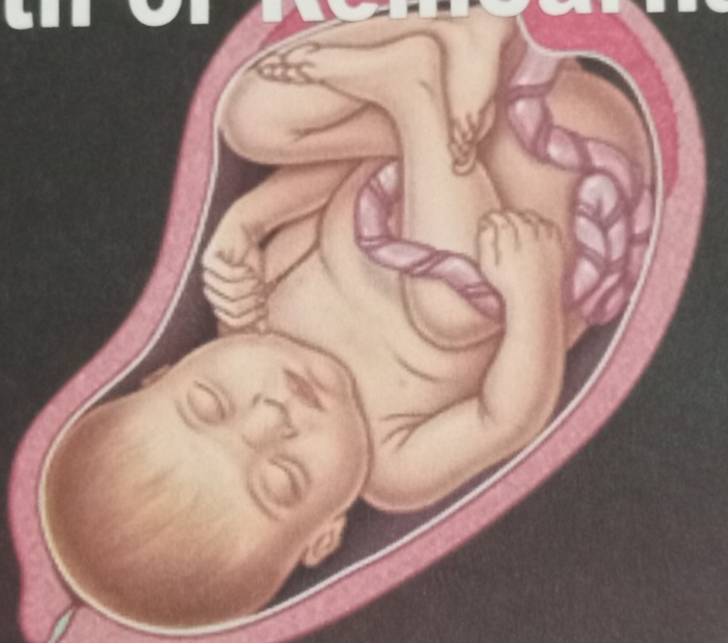

ڈاکٹر کاشف خان ◉ لندن

مِنجانب: آپ کا ایک خیر خواہ بھائی

رابطہ کیلئے پتہ پوسٹ بکس نمبر 81 کراچی 74200

اِبتدائیہ

قارئینِ محترم !

زیرِ مُطالِعہ کِتاب ''اِحتساب اور اِنسان کی پیدائشِ نَو'' محترم ڈاکٹر کاشف خان صاحب کی پُرمغز، عرق ریز تحقیق اور تحریر کا ثمرہ ہے۔ گو کہ یہ تحریر میری شدید خواہش کے باوجود پندرہ، سولہ سال تاخیر سے پُہنچی، جِس کا مجھے ملال ہے۔ لیکن حُکمِ ربّی کے آگے کُچھ نہیں۔

میرے ایک مرحُوم دوست کے توسّط سے اِس کِتاب کے انگریزی اِیڈیشن کے صِرف دو ہی صفحے مِلے تھے کہ اِس کی اَہمیّت اور اَفادیت کا اندازہ ہُوا۔ پھر ڈاکٹر صاحب سے بذریعہ ای میل رابطہ ہُوا تو اُن کو اِس کی اَفادیّت کے پیشِ نظر اپنے مرحُوم دوست کے توسّط سے اُردو ترجمہ کرنے پر راضی کیا تو ڈاکٹر صاحب نے اپنی بے پناہ مصرُوفیّت کے باوجُود اِس کا اُردو ترجمہ مُجھ تک پُہنچایا۔ جِسے زیورِ طباعَت سے آراستہ کر کے آپ کے ہاتھوں میں تھمایا۔

ڈاکٹر کاشف خان صاحب مروّجہ دینی علُوم کے فاضِل اور چارٹرڈ اِنجینئر ہیں۔ اپنی زِندگی کا بیشتر حِصّہ عرب مُمالک میں گُزار کے عَربی، عِبرانی، اور دُوسری زُبانوں پر عبُور حاصل کیا۔ اُن کو قُرآن کے عِلاوہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازِل کردَہ دیگر کُتب میں بھی مَلکہ حاصِل ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ ہمارا ایمان اُس وقت تک مکمّل نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے وَحی کردَہ تمام کُتب پر ایمان نہ لایا جائے۔ اور اِیمان لانے کا مطلب صرف زبانی اِیمان لانا ہی نہیں، بلکہ اُن کو سمجھ کر اُن کے مندرجات پر بھی اِیمان لانا ضرُوری ہے۔ اور قُرآنِ حکیم کو صحیح طور سمجھنے کے لئے پہلے اُن کا بھی سمجھ کر مُطالِعہ ضرُوری ہے۔

زیرِ مُطالِعہ کِتاب، اِحتساب اور اِنسان کی پیدائشِ نَو پر تحقیق اور تحریر کے لئے قُرآن کے عِلاوہ دیگر آسمانی کُتب سے بھی اِستفادَہ حاصِل کیا گیا ہے۔ جِس کی بِنا پر یہ مُنفرد تحقیق ہر لحاظ سے مکمّل اور مُستند قرار دی جا سکتی ہے۔ قبلِ ازیں ہم، عذابِ قبر، اور دَو زِندگیاں نام کی دَو کتابیں قارئین تک پُہنچا چُکے ہیں، جن کی اَہمیّت واَفادیّت وقت کے لحاظ سے اپنی جگہ ہے۔ جبکہ اِحتساب اور اِنسان کی پیدائشِ نَو جیسی گراں قدر تحقیقی کِتاب آنے کے بعد مَیں اُن کے مصنّفین، مندرجات اور قارئین سے بھی معذرت خواہ ہیں کہ اِتنے کم درجے کی تحقیق آپ تک پُہنچائی۔

آپ کا خَیر خواہ بھائی

اَحسن عبّاس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ وَ ضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ﴿95﴾ (سُورَۃُ الانعام، آیت: 95)

ترجمہ

"اور البتہ تُم ہمارے پاس ایک ایک ہو کر آ گئے ہو جس طرح ہم نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا تھا وہ اپنے پیچھے ہی چھوڑ آئے ہو اور تمہارے ساتھ اُن کی سِفارش کرنے والوں کو نہیں دیکھتے جنہیں تم خیال کرتے تھے کہ وہ تُمہارے مُعاملے میں شریک ہیں تُمہارا آپس میں قطع تعلّق ہو گیا ہے اور جو تُم خیال کرتے تھے وہ سب جاتا رہا۔"

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَ اَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿11﴾ (سُورَۃُ المؤمن، آیت: 11)

ترجمہ

کہا: اے ہمارے ربّ! تُو نے ہمیں دُو بار موت دِی اور تُو نے ہمیں دُو بار زِندگی بخشی، سو ہم اپنے گُناہوں کا اِعتراف کرتے ہیں، پس کیا (عذاب سے بچ) نِکلنے کی طرف کوئی راستہ ہے۔

پیشِ لفظ

راقم الحرُوف نے ایک دِین دار سُنّی گھرانے میں آنکھ کھولی اور سات سال کی عُمر میں قُرآن کی تعلیم کے لئے اِسے مدّرسہ تجویدُ القرآن کے مدّرس اور مدّرسہ انوارُ القرآن کے بانی جناب حافظ صدرُ الدّین صاحب کے سپُرد کر دیا گیا۔ قُرآن حِفظ کرنے کے بعد تجوِید، قرأت اور فِقہ کی تعلیم حاصِل کی اور معرُوف محدّث جناب حافظ عبدُ القادر روپڑی صاحب سے حدِیث سمجھنے کا فیض بھی حاصِل ہُوا۔ تحقیق و تجزیئے کا تجسّس راقم الحرُوف کو سائنس اور ٹیکنالوجی کی دُنیا میں لے گیا اور لندن سے سائنسی تحقیق میں پیشہ وَرانہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد راقم الحرُوف نے برطانیہ میں مستقل سکُونت اِختیار کرلی۔ اِنگلستان کے عِلاوہ دیگر مُمالِک میں بھی سَرکاری اور نیم سَرکاری عُہدوں پر کام کرنے کے دَوران راقم الحرُوف کا تعلیمی اور اِکتسابی عمل جاری رہا۔ خاص طور پر **مكةُ المكرّمه** اور **طائف** میں قیام کے دَوران مقامی عَربی زُبان کے ساتھ ساتھ اور بُہت کچھ سیکھنے کو مِلا۔ 1994ء میں مغربی لندن میں واقع اپنے گھر سے راقم الحرُوف نے درسِ قُرآن کا سِلسلہ شرُوع کیا جس میں مقامی مُسلمانوں کے ساتھ ساتھ مُلحقہ عِلاقوں کے مُسلمان بھی شِرکت کرنے لگے۔ اگرچہ اِس درسِ قُرآن کا اوّلین مقصد رِوایتی اور نظریَاتی درس کی بجائے لوگوں کو قُرآن کا متَن اور قُرآن کی زُبان سِکھانا تھا تاکہ لوگ بغیر کِسی ترجُمے اور تفسیر کے خُود قُرآن پڑھ کر اِس کے اصل مفہُوم تک پُہنچ سکیں۔ مگر چُونکہ لوگ کیسٹ والے اور نظریَاتی تراجُم و تفسیر کے رِوایتی درسِ قُرآن کے عادی تھے اِس لئے اُن کے اِصرار اور دِلچسپی کے پیشِ نظر راقم الحرُوف کو بھی مجبوراً اِس خالص عَربی درسِ قُرآن کے آخر میں مُحتاط طریقے سے تفسیری گرم مَصالحے کا معمُولی سا تڑکہ لگانا پڑا تاکہ لوگوں کی حاضری برقرار رہے اور وہ رفتہ رفتہ قُرآن کو سمجھ کر بغیر نظریَاتی تراجُم و تفسیر کے خُود قُرآن کا مفہُوم سمجھنے کے قابِل ہو جائیں۔

راقم الحرُوف نے اپنے گھرانے میں ہر اچھّے بُرے وقت پر باقاعِدگی سے پڑھے جانے والے "**مولا مُشکل کُشا علی**" اور "**بی بی فاطمہ**" کے "**مُعجزوں**" کو اپنی اوائلِ عُمری میں

ہی صِرف اِس لئے جلا ڈالا تھا تا کہ اِس سے گھر والے یہ سوچ کر شِرک کرنے سے بچ جائیں کہ اِن نام نہاد مُعجزوں میں جو بڑی تنبیہہ کے ساتھ یہ کہہ کر ڈرایا جاتا ہے کہ اِن کا اِنکار کرنے والے اپنے بھیانک انجام سے کِسی صُورت میں بھی نہیں بچ سکتے وہ سب جُھوٹ ہے۔ اِس کے بعد سچّائی کی تلاش میں جب راقم الحرُوف نے اپنا آبائی بریلوی مَسلک چھوڑ کر اہلِ حدیث مَسلک اِختیار کیا تو اِس نے اپنے ہم عُمر نوجوانوں کی ایک ٹولی بنائی اور بُخاری ہاتھ میں لے کر گھر گھر دستک دے کے عملی طور پر اَحادِیث کی پُرزور تبلیغ کرنے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو اَحادِیث کا اِتباع کر کے سنّتِ رسُول ﷺ پر چلنے کی تلقین بھی کرنا شرُوع کر دی۔ گھر والوں کی سخت مُخالفت اور رَفع یدین کے مُنکرین سُنّی حضرات سے "مکھی مار" جیسے ہتک آمیز نام مِلنے کے باوجُود راقم الحرُوف نبی کریم ﷺ کی مُحبّت میں سَرشار ہو کر رَفع یدین پر سختی سے اِس لئے کاربند رہا کہ کہیں اِس کی نمازیں نبی کریم ﷺ کے طریقہ نماز سے اِختلاف نہ کریں۔ اگر کوئی شخص بُخاری، مُسلم یا صِحاح سِتّہ کے نام سے لکھ کر مشہُور کی جانے والی کِتابوں کی اَحادِیث کے خِلاف بات کرتا تو راقم الحرُوف کے دِل میں آتا کہ اِس نامُراد مُنکرِ حدیث کی زُبان گُدّی سے کھینچ لے۔ چُنانچہ مُنکرینِ حدِیث کے ساتھ خُوب زور دار مناظرے، بحث و مُباحثے اور حتّٰی کہ جھگڑے تک ہونا شرُوع ہو گئے۔ مُنکرینِ حدِیث میں دیگر فِرقوں کے عِلاوہ اپنے آپ کو سُنّی کہنے والے تمام بریلوی اور دیوبندی حضرات بھی شامل ہیں جو اپنے غیر سُنّتی عقائد کے لحاظ سے نماز میں ادا کی جانے والی مُبینہ بڑی سُنّت رَفع یدین کے ساتھ ساتھ آمین بالجہر، وِتر کی ایک رَکعت اور ہاتھوں کی دونوں ہتھیلیوں کو جوڑ کے دُعا مانگنے کے انداز میں دُعائے قُنوت پڑھنے کی اَحادِیث کو نہیں مانتے۔ دیگر عقائد کے ساتھ ساتھ نمازِ جنازہ میں سُورۃُ الفاتحہ کا نہ پڑھنا، باقاعِدہ نماز کی رَکعتوں میں اِختلاف اور عیدین کی نمازوں کی تکبیروں میں بھی احادیث کے خِلاف چلنے کی وجہ سے سُنّی بھی سب سے بڑے اور پکّے مُنکرینِ حدِیث ہیں۔ اندر سے تو اہلِ حدِیث بھی سُنّیوں کو سُنّتِ رسُول صلّی اللہ علیہِ وسلّم پر نہ چلنے والے اور راستے سے بھٹکے ہُوئے مُنکرینِ حدِیث، مُشرک اور بِدعتی سمجھ کر اُنہیں ویسا ہی اچھُوت خیال کرتے ہیں جیسا

کہ اہلِ قُرآن اپنے مُقابلے میں اہلِ حدیث کو کم عقل، بھٹکے ہُوئے، مُشرک اور مُنکرِ قُرآن تصوّر کرتے ہیں۔ مگر سُنّیوں کو کُھلم کُھلا مُنکرِ حدیث اِس لئے نہیں کہا جاتا کہ وہ اپنی کم عِلمی کی وجہ سے حدیث کی کِتابوں یعنی صحاح سِتّہ کی اَحادِیث کا نام سُن کر دُوسروں کے مُقابلے میں کم از کم خاموش ضرُور ہو جاتے ہیں۔ اہلِ تشیّع کا مُعاملہ تو بالکل ہی الگ ہے، جس پر بحث کرنا ہی بے کار ہے۔ لٰہذا راقم الحرُوف نے نبی کرِیم ﷺ کی خالِص سُنّت پر چلنے کی لگن اور آپ ﷺ کی اِطاعت و پیروی کرنے کی دُھن میں بطورِ راسخ اہلِ حدیث بیس سال گزار دیئے جِس کے بعد ایک نئی صُبح طلُوع ہُوئی جب بُخاری کے معمُول کے مُطالعہ کے دَوران باب النِکاح کی ایک ایسی حدیث نے راقم الحرُوف کو جھنجھوڑ کے رکھ دیا جِس میں نبی کرِیم ﷺ کی شانِ مُبارک میں صریحاً گُستاخی کی گئی تھی۔ مزید دھیان دیا تو ایسی بُہت سی اَحادِیث مِل گئیں جو نا صِرف گُستاخیِٔ رسُول ﷺ کے زُمرے میں آتی ہیں بلکہ قُرآنی اَحکام کے بھی خِلاف ہیں۔ راقم الحرُوف نے یہ سنگین مُعاملہ جب اہلِ حدیث عُلماء کے سامنے رکھّا تو اُن کے پاس سِوائے اِدھر اُدھر کی باتوں کے کوئی معقُول اور ٹھوس جواب نہیں تھا جِس سے راقم الحرُوف کے اہلِ حدیث مسلک میں رہنے کا جواز بھی ختم ہو گیا کیونکہ یہ سُنّتِ رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اِتباع نہیں تھی بلکہ نبی کریم ﷺ پر بُہتان تراشی اور قُرآنی اَحکاماتِ سے اِنحراف کی راہ تھی۔ راقم الحرُوف نے اَحادِیث کے ذرِیعے رسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سُنّت پر چلنے کے لئے حدِیث کی کِتابوں کے مُقابلے میں جِس قُرآن کو چھوڑ رکھّا تھا اُسے کھول کر دیکھا تو قُرآنِ کریم نے سوال پہ سوال کر دیئے کہ:

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا ﴿87﴾ (سُورۃُ النّساء، آیت: 87)

''اللہ سے زیادہ سچّی حدیث اور کون لا سکتا ہے؟''

فَلْيَاْتُوْا بِحَدِيْثٍ مِّثْلِهٖٓ اِنْ كَانُوْا صٰدِقِيْنَ ﴿34﴾ (سُورۃُ الطُّور، آیت: 34)

''اگر وہ سچّے ہیں تو ایسی کوئی حدِیث لا کر دِکھائیں''

فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿185﴾ (سُورۃُ الاعراف، آیت: 185)

''پھر وہ اُس کے بعد کِس حدِیث پر اِیمان لائیں گے؟''

فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَہٗ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿50﴾

(سُورۃُ المُرسلٰت، آیت: 50)

''پھر وہ اُس کے بعد کس حدیث پر ایمان لائیں گے؟''

(سُورۃُ طٰہٰ، آیت: 9)

وَہَلۡ اَتٰىکَ حَدِیۡثُ مُوۡسٰی ﴿9﴾

''کیا تُمھارے پاس مُوسیٰ کی حدِیث ہے؟''

ہَلۡ اَتٰىکَ حَدِیۡثُ ضَیۡفِ اِبۡرٰہِیۡمَ الۡمُکۡرَمِیۡنَ ﴿24﴾

(سُورۃُ الذّاریات، آیت: 24)

''کیا تمھارے پاس ابراھیم کے معزز مہمانوں والی حدِیث ہے؟''

قُرآن نے پھر ؤہی سوال کیا کہ ''کیا تُمھارے پاس مُوسیٰ کی حدِیث ہے؟''

(سُورۃُ النّزِعٰت، آیت: 15)

ہَلۡ اَتٰىکَ حَدِیۡثُ مُوۡسٰی ﴿15﴾

''کیا تُمھارے پاس مُوسیٰ کی حدِیث ہے؟''

اِس کے بعد قُرآن نے اُس ساری صُورتِ حال پر ملال کرتے ہُوئے وعظ و نصیحت کے ساتھ اپنے خدشات کا اِظہار اِس انداز میں کیا کہ:

(سُورۃُ الزُمر، آیت: 23)

اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحۡسَنَ الۡحَدِیۡثِ ○

''اللہ نے بہترین حدِیث نازِل فرمائی ہے''۔

فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفۡسَکَ عَلٰۤی اٰثَارِہِمۡ اِنۡ لَّمۡ یُؤۡمِنُوۡا بِہٰذَا الۡحَدِیۡثِ اَسَفًا ﴿6﴾

(سُورۃُ الکھف، آیت: 6)

''اگر وہ اِس حدِیث پر اِیمان نہ لائے تو شاید تُم اِس دُکھ میں کہیں اپنی جان ہی نہ گنوا بیٹھو۔

تِلۡکَ اٰیٰتُ اللّٰہِ نَتۡلُوۡہَا عَلَیۡکَ بِالۡحَقِّ ۚ فَبِاَیِّ حَدِیۡثٍۭ بَعۡدَ اللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿6﴾

(سُورۃُ الجاثیۃ، آیت: 6)

''یہ اللہ کی آیات ہیں جو حقیقتاً تُم پر بیان کی گئی ہیں پھر اللہ اور اُس کی آیات کے بعد وہ کون سی حدیث ہے جس پر اُن کا اِیمان ہے؟''

مَا کَانَ حَدِیۡثًا یُّفۡتَرٰی وَلٰکِنۡ تَصۡدِیۡقَ الَّذِیۡ بَیۡنَ یَدَیۡہِ ○

(سُورۃ یُوسف، آیت: 111)

یہ (قُرآن) کوئی ایسی حدِیث نہیں جو گھڑ لی جائے بلکہ اُس کی جِلدوں کے درمیان جو

کُچھ بھی ہے وہ اللہ کے ہاتھوں تصدِیق شُدہ ہے۔

قُرآنی محاورے "بَیۡنَ یَدَیۡهِ" کا مفہُوم سمجھنے کی ضرُورت ہے۔جس کے معانی ہمارے عُلمائے کرام نے قُرآن سے پہلی کِتابوں کے لئے ہیں۔ یَدَی ہاتھوں (hands) کو کہا جاتا ہے۔جس کے آخر میں لگی ہُوئی واحِد غائب کی ضمیر "هِ" ایک سے زیادہ اَشخاص یا اَشیاء پر رُجعت نہیں کرتی بلکہ His اور Its کے معانی میں کِسی ایک ہی شخص یا اَکیلی شَے کا حوالہ دیتی ہے۔قُرآن سے پہلی کِتابیں چُونکہ تعداد میں ایک سے زیادہ ہیں لہٰذا "یَدَیۡهِ" کِسی بھی قاعِدے کی رُو سے قُرآن سے پہلی کِتابوں کے معانی نہیں دیتا۔ چُنانچہ "یَدَیۡهِ" کا صحیح مفہُوم اَخذ کرنے کے لئے ہمارے پاس اَب صِرف دَو باتیں باقی بچتی ہیں جِن میں سے ایک تو یہ ہے کہ "یَدَیۡهِ" کا لفظی ترجُمہ "اُس کے ہاتھ" (His Hands) کیا جائے اور اِس سے پہلے آنے والے عَربی لفظ "بَیۡنَ" کو فارسی زُبان کے اِسی لفظ "بَیۡنَ" کے معانی مابَین، دَرمیان اور بیچ میں لینے کی بجائے عَربی لفظ "بَیۡنَ" کے حقیقی معانی یعنی بذرِیعہ (through)، بوسَاطَت، نشان دہی، نُمایاں (show-indicate)، توضیح (explicate)، تعیُّن (forth set) اور کِسی شخص کے اَلفاظ کی وضاحت (articulate) کے مفہُوم میں لئے جائیں تو یہ بات بخُوبی واضح ہوجاتی ہے کہ "بَیۡنَ یَدَیۡهِ" کا محاورہ قرآنِی حدِیث کو اللہ کے ہاتھوں تصدِیق شُدہ حدِیث قرار دینے کے لئے اِستعمال ہُوا ہے۔اگرچہ ہماری طرح اللہ کے جِسمانی ہاتھ تو نہیں ہیں مگر اللہ نے اِنسانوں کو اپنی بات سمجھانے کے لئے یہ محاورہ اِسی طرح اِستعمال کیا ہے جیسے ہم کہتے ہیں کہ فُلاں مُعتبر شخص کے ہاتھوں فُلاں بات کی تصدِیق کی گئی ہے۔دُوسری صُورت یہ ہے کہ "یَدَیۡهِ" کے ساتھ لگی ہُوئی ضمیر "هِ" کو کِسی وَاحد شَے کی ضمیر (its) سمجھا جائے اور "یَدَی" سے مُراد اللہ کی کِتاب کے ہاتھ یعنی اُس کی جلد اور اَوراق لئے جائیں تو اِس صُورت میں "بَیۡنَ یَدَیۡهِ" کا مفہُوم یہ ہوگا کہ جو کُچھ اللہ کی کِتاب کی جِلدوں یا اَوراق میں واضح کیا گیا ہے وہ تصدِیق شُدہ ہے۔لہٰذا دَونوں باتوں کا حقِیقی مفہُوم ایک ہی نِکلتا ہے۔گویا قُرآن ہمیں اِس بات سے بھی آگاہ کرتا ہے کہ حدِیث گھڑی بھی جاتی ہے اور اِسی آیت میں یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ صِرف قُرآن میں ہی اَیسی

قابلِ اعتبار حدیث ہے جو اللہ کی طرف سے تصدیق شُدہ ہے۔ بالفاظِ دیگر قرآن سے باہر کی تمام اَحادِیث غیر مُصدّقہ قرار دے دِی گئیں کیونکہ اللہ نے اِن کی تصدِیق نہیں کی۔

قُرآن یہ بھی کہتا ہے کہ:

وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّ يَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑥

(سُورۃ لُقمان، آیت: 6)

"یہ لوگوں کو اللہ کے رَستے سے گُمراہ کرنے کے لئے بغیر سوچے سمجھے اُس کی حدیث کا کاروبار کرتے ہیں اور اُس کا مذاق اُڑاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جِن کے لئے نِچلے درجوں کی توہین آمیز سزا مُقرّر کردی گئی ہے"۔

اَفسوس تو اِس بات کا ہے کہ ہمارے تمام عُلماء نے قرآن کی بالائی آیت کے تراجم و تفسیر میں بھی ایسا گھناؤنا مذاق کیا ہے جِسے نہ تو کِسی شخص نے پکڑا ہے اور نا ہی اُسے کِسی نے درُست کرنے کی کوئی کوشش ہی کی ہے۔ بالائی آیت کا مفہوم بھی جان بُوجھ کر اِس لئے بگاڑا گیا کہ ایک تو لوگوں کو یہ باور کرایا جائے کہ قرآن سے باہر بھی حدِیث ہوتی ہے خُواہ وہ بیہُودہ ہی کیوں نہ ہو۔ تاکہ لوگوں کو اِس بات کے لئے تیّار کیا جائے کہ قرآن سے باہر اگر بیہُودہ حدِیث ہوسکتی ہے تو صحیح حدِیث بھی قُرآن سے باہر دستیاب ہوگی۔ اِس آیت کے مروّجہ تراجُم میں بتایا گیا ہے کہ بعض لوگ بیہُودہ حدِیث کا دھندہ کرتے ہیں جِس سے دراصل دُشمنانِ اِسلام کو یہ ثابت کرنا تھا کہ قُرآن سے باہر بعض لوگوں کے پاس صحیح حدِیث بھی موجُود ہے جبکہ اِس آیت میں نہ تو "بعض" کا کوئی لفظ ہے اور نہ ہی اللہ نے قُرآن سے باہر کی کِسی بات کو حدِیث کہا ہے۔ اِس آیت کے مفہُوم کو بگاڑنے کا دُوسرا بڑا مقصد موت کے بعد طبقاتی درجات میں اِنسان کی سطح سے گِری ہُوئی سزا کو چُھپانا تھا جِسے قُرآن نے "عَذَابٌ مُّهِيْنٌ" کہا ہے۔ اِسی چالبازی سے قُرآن کی دیگر آیات کا اَصل مفہُوم بھی غائب کیا گیا جِن میں قُرآن موت کے بعد مِلنے والی زِندگی میں دِی جانے والی سزاء اور جزاء کا واضح نظریہ پیش کرتا ہے۔ اَفسوس ہے کہ اِن تراجُم کو پڑھنے والے بھی آنکھ

بند کر کے اَندھوں اور بہروں کی طرح قُرآن کی تفسیریں پڑھتے چلے گئے اور مکھی پے مکھی مار کے ایک دُوسرے کے تراجم نقل کرنے والے نااہل مُترجمین اور عُلماء بھی بغیر دیکھے قُرآن کے تراجُم نقل دَر نقل کرتے گئے۔ دَراصل بالائی آیت (سُورۂ لُقمان، آیت:6) کا لفظ "لَھو" مصدر "لھَا" سے ماخُوذ ہے جِس کے معَانی ہیں "اِس کی/ اِس کا/ اِس کے" مگر قُرآن کا مفہوم تبدیل کرنے کے لئے "لَھو" کو فارسی لہو لعب سے جوڑ کر اِس قرآنی لفظ کے معانی بیہُودہ کھیل بنائے گئے اور پھر اِس کو "الحَدِیْثِ" سے جوڑ دیا گیا۔ جبکہ "الحَدِیْث" اِسمِ خاص ہے جو صِرف قُرآن میں بیان کی ہُوئی اللہ کی حدِیث کی بات کرتا ہے اور قواعِد کے لحاظ سے کِسی عام کھیل تماشے والی یا بیہُودہ حدِیث کے لئے "الحَدِیْث" ادارۃُ التعریف (The Definite Article) کے ساتھ نہیں آسکتا۔ ہمارے عُلماء قُرآن سے اِس قدر ناواقِف ہیں کہ وہ قُرآن کے الفاظ کی تکوِین (Formation) کا اِبتدائی قاعِدہ بھی نہیں جانتے کیونکہ اِسی آیت کے اگلے حِصّے "وَیَتَّخِذَھَا ھُزُوًا" میں آنے والے الفاظ "اِس کا مذاق اُڑاتے ہیں" اِس بات کو مکمّل طور پر واضح کر رہے ہیں کہ اِس آیت کے شرُوع کے حِصّے "لَھوَالحَدِیْث" میں اللہ کی حدِیث کی بات کی گئی ہے جِس کا یہ لوگ مذاق اُڑاتے ہیں۔ اگر ہمارے عُلماء نے "لَھوَ الحَدِیْث" کے معانی بیہُودہ حدِیث نِکالے ہیں تو کیا "وَیَتَّخِذَھَا ھُزُوًا" میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ لوگ کِسی بیہُودہ یا لہو ولعب والی حدِیث کا مذاق اُڑاتے ہیں؟ بے ہُودہ باتوں پر کون نہیں ہنستا البتّہ صحیح اور سنجیدہ باتوں کو ہنسی مذاق میں لینے والوں کی پکڑ ضرُور ہوتی ہے جِس کی سزا اِسی آیت کے آخر میں اللہ نے بیان کردِی ہے۔ مَن گھڑت اور بیہُودہ حدِیث تو بذاتِ خُود اللہ کی حدِیث کا مذاق ہے!۔ اِسی طرح "عَذَابٌ مُّھِیْنٌ" کے الفاظ میں دَرحقِیقت اُن کے مَرنے کے بعد اُن کو دِی جانے والی اُس سزا کی بات کی گئی ہے جِس میں اِن لوگوں کو اِنسان سے پَست دَرجے کے ذِلّت و رُسوائی والے طبقے میں پیدا کیا جائے گا۔ جیسے کوئی قابلِ نفرت یا حقیر جانور وغیرہ ہو کیونکہ "مُھِیْنٌ" تحقیر درجات کم کرنے کے معانی میں آتا ہے جو insulting اور degrading

کِسی کی تنزّلی (demotion) پر دلیل ہے اور اگر کِسی وجہ سے اِنسان کی اِرتقائی تنزّلی ہوتی ہے تو وہ یقیناً اِنسان نہیں بلکہ کِسی اور کمتر مخلُوق کی شکل میں ہی ہوگی۔ جِس کی مکمّل تفصِیل راقم الحرُوف کے مضمُون " قرآنی نظریہ حیات " میں دِی گئی ہے اور آپ کے زیرِ مُطالعہ کِتاب "احتساب اور اِنسان کی پیدائشِ نَو" میں بھی اللہ کے نافرمانوں کو سزا کے طور پر اِنسان سے بندر بنائے جانے کے متعلّق قرآنی حوالہ جات موجُود ہیں۔ اللہ کی حدِیث کو جُھٹلانے والے اِنسانوں کی اِرتقائی تنزّلی کو قرآن مجید کی مندرجہ ذَیل آیت (سُورۃُ القلم، آیت: 44) میں آنے والے "سَنَستَدرِجُھُم" کے الفاظ اِن لوگوں پر مُختلف مدارِج میں ہونے والے عمل (calibration) کی بات ہی کرتے ہیں اور اِس آیت کا بیان بھی اِسی تناظر میں ہے کہ:

فَذَرۡنِیۡ وَمَنۡ یُّکَذِّبُ بِھٰذَا الۡحَدِیۡثِ سَنَستَدۡرِجُھُمۡ مِّنۡ حَیۡثُ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿44﴾ (سُورۃُ القلم، آیت: 44)

"فی الواقع تم اِس حدِیث کو جُھٹلانے والوں کا مُعاملہ مُجھ پر چھوڑ دو اَب ہم اُنہیں اَیسے بتدرِیج تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ اُنہیں خبر بھی نہیں ہوگی"۔

اَفَمِنۡ ھٰذَا الۡحَدِیۡثِ تَعۡجَبُوۡنَ ﴿59﴾ (سُورۃُ النجم، آیت: 59)

"وہ (مُنکرین) تو اِس (قرآنی) حدِیث پر حیرت زدہ ہیں"۔

اَفَبِھٰذَا الۡحَدِیۡثِ اَنۡتُمۡ مُّدۡھِنُوۡنَ ﴿81﴾ (سُورۃُ الواقعہ، آیت: 81)

"درحقیقت تُم اِس حدِیث کو ماننے میں تامّل سے کام لیتے ہو"۔

وَتَجۡعَلُوۡنَ رِزۡقَکُمۡ اَنَّکُمۡ تُکَذِّبُوۡنَ ﴿82﴾ (سُورۃُ الواقعہ، آیت: 82)

"اور تُم نے اپنی زِندگی کا سَروسامان ہی اُسے جُھٹلانے کو بنا رکھا ہے"۔

اِنَّہٗ لَقُرۡاٰنٌ کَرِیۡمٌ ﴿77﴾ (سُورۃُ الواقعہ، آیت: 77)

"بے شک یہ قُرآن ہی قابلِ عزّت ہے"۔

فِیۡ کِتٰبٍ مَّکۡنُوۡنٍ ﴿78﴾ (سُورۃُ الواقعہ، آیت: 78)

"بُہت شعُوری گہرائیوں میں لکھّا ہُوا ہے"۔

(مَکنُوۡن conscious/innermost/deepest) اور:

تَنۡزِیۡلٌ مِّنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿80﴾

(سُورۃُ الواقعہ، آیت: 80)

''تمام عالموں کے پروردگار کی طرف سے نازل کیا گیا ہے''۔

گویا اللہ تبارک تعالیٰ نے صِرف قُرآن کو ہی قابلِ عزّت قرار دے کر اُن لوگوں پر قُرآن سے باہر کی رِوایات کے بارے میں وضاحت کردی ہے جو قُرآن کے عِلاوہ یا قُرآن کے ساتھ ساتھ دِیگر ذرائع یعنی فِقہ اور مُبیّنہ حدِیث کی رِوایات اور قُرآن سے باہر کے عقائد کو بھی ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ حقیقی اور مُصدّقہ حدِیث کی نشاندہی کرنے کے بعد قُرآنی حدِیث کے عِلاوہ کِسی اور بیان کو حدِیث بھی نہیں کہا جاسکتا خُواہ وہ کتنے ہی مُعتبر ذرائع سے ہم تک پہُنچا ہو اور قُرآن سے باہر کی کِسی رِوایت، عقِیدے اور نظریئے کو ماننے والوں کے تابُوت میں آخری کِیل بھی اللہ نے یہ کہہ کر گاڑ دی is the Quran not enough? یعنی:

اَوَ لَمۡ یَکۡفِہِمۡ اَنَّاۤ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡکِتٰبَ یُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ ؕ

(سُورۃُ العنکبوت، آیت: 51)

''کیا یہ کافی نہیں کہ ہم نے، ایک دستُورِحیات (قُرآن) اُن کی طرف نازِل کر دیا''۔

گویا قُرآن کی آیات میں اللہ کے اَحکام بھی بیان کئے گئے ہیں اور اُسی قُرآن میں حدِیث بھی بیان کردی گئی ہے۔ جو لوگ قُرآن کی آیات میں آنے والے لفظ ''حدِیث'' کے معانی بطور کلام، داستان اور بیان لیتے ہیں اُنہیں کِسی مُستند لُغت سے فارسی زُبان کے لفظ'' حدِیث'' اور عربی زُبان کی'' حدِیث'' کے معانی دیکھنے کی ضرُورت ہے تاکہ یہ لوگ قُرآن کی آیات اور قُرآن کی حدِیث کو ایک ہی مطلب میں لینے کی بجائے اُنہیں دو الگ الگ معانی میں عین اِسی طرح لیں جیسے قُرآن نے آیت اور حدِیث کے لئے دو الگ الگ الفاظ اِستعمال کئے ہیں جِس سے حدِیث کی حقِیقت کُھل کر سامنے آئے اور مَن گھڑت اَحادِیث کا اَیسا خاتمہ ہو کہ قُرآنی حدِیث کے عِلاوہ کِسی اور کِتاب کے بیان کو حدِیث نہ کہا جائے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حدِیث اللہ کے نبی کی باتوں کو کہا جاتا ہے وہ یقیناً بالائی سُطُور میں دیکھ چکے ہیں کہ قُرآن میں اَنبیاءِ علیہم السّلام کی حدِیث بھی موجُود ہے ورنہ حضرت مُوسیٰ علیہِ السّلام اور حضرت اِبرَاھیم علیہِ السّلام کی اَحادِیث کے ذِکر والی آیات

قُرآنؐ میں نہ آئیں۔ اِس لحاظ سے دیکھا جائے تو حدیث تو وہ ہونی چاہیے جو ہمارے نبی کریم ﷺ کے مُنہِ مُبارک سے براہِ راست نکلی ہو، لفظ بہ لفظ اپنی اصل حالت میں ہمارے پاس موجود ہو اور جس میں فُلاں نے فُلاں سے سُنا اور فُلاں نے فُلاں سے کہا والی کوئی آمیزش نہ ہو۔ اَیسی محفُوظ حدیث بھی صِرف قُرآنؐ ہی ہے کیونکہ قُرآنؐ بے شک نبی کریم ﷺ پر اللہ تبارک تعالٰی کی طرف سے وحی کیا گیا تھا مگر اُس کے کلمات تو یقیناً نبی کریم ﷺ کے مُنہِ مُبارک سے ہی نِکلے تھے جِنہیں دُرست حالت میں آپ ﷺ کی موجُودگی میں ہی لکھ کر محفُوظ کرلیا گیا تھا۔ جس کا مجمُوعہ قُرآنؐ کی شکل میں آج بھی ہمارے پاس اپنی اصل حالت میں موجُود ہے۔ اللہ کی اِطاعت اور اللہ کے رسُول ﷺ کی اِطاعت بھی یہی ہے کہ اللہ نے جو کُچھ اپنے رسُول ﷺ کے ذرِیعے قُرآنؐ کی صُورت میں ہم تک پہُنچایا بِلا شرکتِ غیرے صِرف اُسی کی اِطاعت کی جائے۔ فِقہ اور حدِیث پر چلنے والوں کی حقِیقت جاننے کے بعد خالِص قُرآنی فِکر رکھنے کی دعوے دار جماعَت اہلِ قُرآنؐ کے ساتھ دس برس سے زیادہ وقت گزار کے یہ معلُوم ہُوا کہ قُرآنؐ تو وہ بھی نہیں پڑھتے۔ بلکہ وہ بھی دَر حقِیقت خالِص قُرآنؐ کے نام پر اپنے بانیوں کی نظریاتی تفسِیروں کی تبلیغ ہی کرتے ہیں اور قُرآنی آیات میں آنے والے الفاظ کو خُوب توڑ مروڑ کے اِن سے اپنی مرضی کا مفہُوم نِکالتے ہیں جس کا نہ تو جدِید علُوم اور کائناتی حقائق سے کوئی تعلق بنتا ہے اور نا ہی قُرآنؐ کے متَن میں آنے والے الفاظ اور قُرآنی بیان کے تسلسل سے اِس کا کوئی واسطَہ ہوتا ہے۔ رَفتہ رَفتہ یہ محسُوس ہونے لگا کہ اہلِ قُرآنؐ کے دَرس میں قُرآنی آیات کی تفسیر جس انداز سے بیان کی جاتی ہے اِس کا عملی طَور پر کہیں بھی اِطلاق نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ اصل قُرآنی تعلِیمات سے اِنحراف اور قُرآنؐ کی آڑ میں اپنی تحرِیک کے نظرَیات کا بھرپُور پرچار ہے۔ یہ جان کر دِلی صدمہ ہُوا کہ اگر "خالِص قُرآنی تعلِیمات" کے ابلاغ کے نام پر قُرآنؐ کی اَصل تعلیم کو ہی چُھپایا جارہا ہے تو پھر قُرآنؐ کی حقِیقی تعلِیمات کیسے اُجاگر ہوں گی؟۔ صُورتِ حال یہ ہے کہ ہر کوئی قُرآنؐ کے نام پر اپنا اپنا رَاگ الاَپ رہا ہے مگر قُرآنؐ کے متَن میں آنے والے الفاظ پر کوئی

دھیان نہیں دیتا۔ نہ کوئی حقیقت سُننے کو تیّار ہے اور نہ ہی سمجھنے کو بلکہ اگر حقیقت بیان کی جائے تو لوگ جھگڑنے اور مَرنے مارنے پر تیّار ہو جاتے ہیں۔

اِس صُورتِ حال کے پیشِ نظر 2013ء کی پہلی سہ ماہی میں والِدہ مُحترمہ کے اِنتقال کے بعد راقم الحُروف نے مغربی لندن میں "**محمُودہ بیگم ویلفیئر ٹرسٹ**" قائم کیا جس کا بُنیادی مقصد اصل قُرآنی تعلیمات کا اَحیاء اور ضرُورت مندوں کی مدد کرنا ہے۔

زیرِ نظر کتاب "**احتساب اور پیدائشِ نو**" بھی اَحیائے قُرآن کے اِسی سِلسلے کی ایک اَہم کڑی ہے۔ اِس کتاب کا مسوّدہ پہلے انگریزی میں تیّار کیا گیا تھا جس کے گہرے مُطالِعے کے بعد قُرآنی فِکر کے حقیقی علَم بردار جناب حُسین امیر فرہاد صاحب مُدیر ماہنامہ صَوت الحق نے اِس کتاب کو اُردو میں تحریر کرنے کی پُرزور خُواہش کا اِظہار کیا تاکہ قُرآن میں بیان کی ہُوئی آخرت کا حقیقی تصوّر منظرِ عام پر لایا جائے جو بحیثیّت مُسلمان ہمارے اِیمان کا لازمی حِصّہ ہے۔ موصُوف خُود بھی اِس موضُوع پر تحقیق کر کے پینتیس صفحات پر مُشتمل "**حیات بعد الممات**" کے نام سے قُرآنی حوالوں کے ساتھ ایک سیرِ حاصل مضمُون تحریر کر چکے ہیں جو راقم الحرُوف کے پاس محفُوظ ہے۔ دراصل قُرآنی تعلیمات کا نچوڑ ہی آخرت کی تربیت اور تیّاری ہے جس پر عَین قُرآن کی رُو سے اِیمان لائے بغیر ہمارا اِیمان مُکمّل نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر کاشف خان

quranguide@hotmail.com

اِحتساب اور اِنسان کی پیدائشِ نو

آخرت پر اِیمان۔ ایک تحقیقی مقالہ

باپ دادانے جو اپنے بڑوں سے سیکھا وہ نہایت اِیمان داری سے ہم تک مُنتقل کر دیا۔ ابھی پُوری طرح ہوش بھی نہیں سنبھالا تھا کہ ابّا جان اُنگلی پکڑ کر اپنے ساتھ مسجد لے جانے لگے۔ مَولوِی صاحب نے بھی جو کُچھ اپنے اَساتذہ کرام سے سیکھا تھا اِس سے ہمیں فیض یاب کرنے میں کوئی کسر رَوا نہیں رکھّی بلکہ تحفے میں مِشکوٰۃ شریف اَیسی کِتابیں بھی پڑھنے کو دے دیں۔ پھر چند اَحباب ایسے بھی مِلے جنہیں مولوِی صاحب کے خیالات اور اُن کی تعلیمات پر یہ اِختلافات تھے کہ وہ صِرف اپنے فِقہی مَسلک کے حوالے سے بات کرتے ہیں جبکہ مُستند اَحادِیث میں نماز کا طریقہ بھی اُن سے الگ ہے اور مسائل کا بیان بھی۔ وقت کے نامور مُحدّثین کی صُحبت نصِیب ہُوئی اور صحاح سِتّہ میں سے بُخاری کا تُحفہ اِسی کی قَسم کھا کر دیا گیا کہ یہ وَحی خَفی کی سب سے سچّی کِتاب ہے جو مُتفقہ طور پر قُرآن کے بعد اوّل دَرجے پر آتی ہے۔ شِرک سے بچنے اور نماز میں پابندگی کے ساتھ ساتھ رَفع یدین اور آمین بالجہر کی بھی زبردست تلقین کی گئی۔ اب اِیمان مکمّل ہوگیا اور زندگی اِس تصوّر کے ساتھ رَواں دواں ہوگئی کہ ہم اِن خُوش قِسمت اُمّتیوں میں سے ہیں جو خالصتاً نبی کریم ﷺ کی سُنّتِ مُبارکہ پر عمل کر رہے ہیں۔ دُوسرے لوگ اِیمان میں گھٹیا دِکھائی دینے لگے کیونکہ وہ ہم میں سے نہیں تھے۔ فرق صِرف یہ تھا کہ وہ کِسی نہ کِسی کی تقلِید کرتے تھے جبکہ ہم کِسی کے مُقلد نہیں تھے۔ بڑھ چڑھ کر نیک کام کرنے لگے۔ حج اور عُمرہ کی سعَادت بھی حاصِل ہوگئی جِس سے اِیمان مزید پُختہ ہوگیا۔ پھر بالآخر اَیسے لوگوں سے مُلاقات ہُوئی جو صِرف اور خالِص قُرآنی تعلیمات پر چلنے کے دعوے دَار تھے۔ اُن کے یہاں وُہی صحَاح سِتّہ والی اَحادِیث قُرآنی تعلِیم کے دَائرے سے باہر کی رِوایات مانی جاتی تھیں۔ جِن کی دِین میں

حیثیّت مُتضاد اِختراعات سے زیادہ کُچھ نہیں تھی۔ پِچھلا اِیمان جاتا رہا اور ایک بار پھر یقین ہونے لگا کہ اِتنے دھکّے مُکّے کھا کے آخرِ کار ہم صِراطِ مُستقیم کی رَاہ پر گامزَن ہو گئے۔ اللہ کا لاکھ لاکھ بار شُکر ادا کیا کہ اُس نے ہمیں سِیدھا رَاستہ دِکھایا۔

یہ کِسی فردِ واحد کی کہانی نہیں بلکہ ہر اُس شخص کی آپ بِیتی ہے جو راہِ حق کی تلاش میں گِرتے پڑتے یہاں تک پُہنچا۔ جہاں سے آگے وہ سِیدھا جنّت میں جھانکتا ہے کیونکہ یہ گُمان غالب ہونے لگتا ہے کہ ہم بالکُل سِیدھے رَاستے پر ہیں، صِراطِ مُستقیم بھی ہمیں مِل گیا اور ہم ہدَایت یافتہ بھی ہو گئے۔ عقل وشعُور میں اپنے آپ کو باقی لوگوں سے اَفضل بھی سمجھنے لگے۔ اِدھر اُدھر کی دو چار کِتابیں پڑھ کے قُرآن کا عِلم اِس قدر بڑھ گیا کہ دُوسرے لوگ اپنے مُقابلے میں حقِیر دِکھائی دینے لگے۔ کیونکہ وہ قُرآن کے الفاظ کا تجزیہ اور قرآنی آیات کی تشرِیح اِس دانشورَانہ انداز میں کرنے کے قابِل نہیں تھے جو ہمارے دِماغ میں حرفِ آخر تھی۔ قُرآنی آیات پر غَور وفکر کے دعوے کے ساتھ قُرآن تو کھولنے لگے مگر اُسے قُرآن کی حقِیقی رُو سے پڑھنے کی بجائے تحرِیک کے بانیوں اور ہم خیال مولویوں کے نظریَات کی رَوشنی میں ہی پڑھا۔ اِن خیالات میں پُختگی کی اِنتہا یہ کہ کِسی مَنطق اور کِسی عِلمی دلیل نے ہمیں اپنے نظریَات سے کبھی ٹَس سے مَس نہیں ہونے دیا۔ دَرحقِیقت نہ تو ہمارا عِلم بڑھا اور نہ ہی عقل البتّہ فرق صِرف اِتنا پڑا کہ ہم نے ہزار سالہ قدِیم رِوایات کو چھوڑ کر صَد سالہ جدِید رِوایات کو اپنا لیا اور جہاں سے چلے تھے گھُوم پھِر کے وہیں پُہنچ گئے مگر قُرآن پھر بھی سمجھ نہ آیا!

قارئینِ کرام اور اپنے عزیز دوستوں سے اِس بے لاگ تبصرے پر معذرت خُواہ ہونے کے ساتھ ساتھ معَافی کا طلبگار بھی ہُوں۔ مگر قُرآنی تعلیمات کے اِنحطَاط اور جمُود کی وجُوہات کا تجزیہ کرنا بھی ضرُوری تھا تاکہ ذَاتی خیالَات اور اِنسانی نظریَات کو بالَائے طاق رَکھ کر صِرف اور خالِص قُرآنی تعلیمات کو اُجاگر کیا جائے۔ یہ غلَط فہمی بھی دُور کرنا ضرُوری ہے کہ قُرآنی تعلیم کا جمُود صِرف ہمارے زیرِ نظر آخرت کے مضمُون میں ہی نہیں دِکھائی دیتا بلکہ ہر مُقام پر کم وبیش یہی صُورتِ حال پائی جاتی ہے جِس میں قُرآن مجہُول کا مجہُول ہی دِکھائی دیتا ہے۔

آخرت (Hereafter) سادہ الفاظ میں "اِنسان کا مُستقبل" ہے۔ جِس کو سنوار نے اور تابناک بنانے کا عمل عین مُشیّتِ الٰہی ہے۔ اِس پر اِیمان لانے کا حکم اور صِراطِ مُستقیم پر چلنے کی ہدایات دراصل ہمارے بہتر مُستقبل کی ضمانت ہیں۔ والِدین کی جبلّت میں بھی اللہ تعالیٰ کی اِسی خصُوصیت کا عکس پایا جاتا ہے۔ وہ بھی اپنے بچّوں کے بہتر مُستقبل کے خُواہاں ہوتے ہیں اور اِسی کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ کِسی طرح اُن کے بچّوں کا مُستقبل بن جائے۔ اُنہیں لِکھنا پڑھنا سکھاتے ہیں، کِتابیں لا کر دیتے ہیں اور اُن کے لئے اچھے سے اچھے مُعلّم کا اِنتظام بھی کرتے ہیں۔ اُنہیں گاہے بگاہے یہ بھی باور کرایا جاتا ہے کہ مُثبت راہِ عمل ہی اُن کے بہتر مُستقبل کی ضامن ہے اور یہی اُن کی اصل منزلِ مقصُود بھی ہے۔ بعینہٖ اللہ تعالیٰ نے بھی اِنسان کی تعلیم کے لئے کِتابیں نازِل فرمائیں اور اَنبیاء علیہِم السّلام کو اِنسان کا مُعلّم بنا کر بھیجا مگر اِنسان نے اللہ کی وَحی کا مذاق اُڑایا اور اُس میں دَخل اندازی کی جِس کے نتیجے میں وہ رَاستے سے بھٹک گیا۔

ہمارا مضمُون پیدائشِ نو (Rebirth or Reincarnation) بھی اِسی سِلسلے کی ایک اہم کڑی ہے جو قُرآن میں تو موجُود ہے مگر اُمّتِ مُسلمہ نے اُسے کبھی قبُول نہیں کیا۔ جِس کی وجہ فارس سے دَرآمد شُدہ بابلی تہذِیب کے قدِیم زرتشی نظریات (Zoroastrianism) اور یہُود و نصاریٰ کی وہ سازشی اِختراعات ہیں جنھوں نے اِسلام کا حُلیہ بگاڑ کے رَکھ دیا۔ کہا جاتا ہے کہ چُونکہ اہلِ کِتاب حیات بعد الممات پر یقین نہیں رکھتے اور اللہ کی طرف سے نازِل کردہ دیگر کِتابوں یَعنی اِنجیل، تورَیت اور زبُور وغیرہ میں بھی پیدائشِ نَو (Reincarnation) کا کوئی اِشارہ موجُود نہیں ہے اِس لئے ہم مُسلمان بھی دُوبارہ پیدائش کو نہیں مانتے اور قُرآن کے تراجُم و تفسیر بھی اِسی نظرَ سے کرتے ہیں۔ بہُت خُوب! قُرآن کو نہ سمجھنے کا اچھّا بہانہ ہے۔ دَراصل ہم نے کبھی عقل اور غور و فِکر کو اپنے قریب پھٹکنے کی دعوَت ہی نہیں دِی۔ بہُت سے بہت یہ کیا کہ رِوایتی غُلام گردِشوں میں بھٹکتے ہُوئے دَو چار کِتابیں لکھّیں، مکھّی پہ مکھّی ماری اور علّامہ و مولانا کی ٹوپی پہن کر اَندھی اور بہرِی بھیڑوں کو ہانکنے لگے۔

جِس طرح ایک ڈاکٹر کِسی مَرض کی گہرائی تک جا کے اُس کی تشخِیص کرتا ہے اور ایک

اِنجینئر تحقیق کرتے کرتے کِسی نُقص کو اُس کی جڑوں سے نِکال کے لے آتا ہے بعینہ سائنسی اصُولوں کا اِطلاق کر کے تحقیق کرتے ہُوئے جب اہلِ کِتاب کی بُنیادوں کو کھنگالا گیا تو انہوں نے بھی "پیدائشِ نَو" (Reincarnation) کے اِسی قانُونِ قُدرت کی گواہی دے دِی جو قُرآن بار بار واضح کرتا ہے۔

اِبتدائے آفرینش سے ہی اِنسان کی رہنُمائی کے لئے مُختلف اَدوار میں بہُت سے اَحکامات اور صحیفے نازِل ہوتے رہے ہیں جن کی مکمل تعداد اور نام اِنسان کی موجُودہ علمی دسترس سے باہر ہیں مگر اُن صحیفوں کے نزُول کے ثبُوت ضرُور دستیاب ہیں جو گُمشدہ صحیفوں کی تلاش میں تحقیق کی نئی راہیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ قُرآن سے پہلے نازِل ہونے والے کُچھ صحیفے اور کِتابیں جو ہمارے پاس اَب تک موجُود ہیں اُن سب کو اِکٹھا کر کے اُن کے دو مجمُوعے بنائے گئے ہیں۔ پہلا مجمُوعہ عہد نامۂ قدیم (Old Testament) کہلاتا ہے جو حضرت مُوسیٰ علیہِ السّلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام تک بارہ صدیوں کے عرصے پر مُحیط ہے جِس کا تسلسل حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام پر آنے والی وَحی کے دُوسرے مجمُوعے عہد نامۂ جدید (New Testament) تک چلتا ہے۔ اِس کے بعد نبی کریم حضرت محمّد ﷺ پر نازِل ہونے والی وَحی کے مجمُوعے کو قُرآن کا نام دیا گیا جو اِس سے پہلے نازِل ہونے والی کِتابوں کی تصدِیق کرنے کے ساتھ ساتھ تمام بنی نَوعِ اِنسان کی رہنُمائی، فلَاح اور نجات کا سَامان بھی فراہم کرتا ہے۔

قدِیم آسمانی صحیفے اِبتدا میں بھیڑ کی کھال اور پتّھروں پر کُھدائی کر کے لِکھے جاتے تھے۔ اِس کے عِلاوہ لوگ اُنہیں حِفظ کر کے اِنسانی یادداشت میں بھی محفُوظ کر لیتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام کی وِلادت سے چار ہزار سال قبل (Fourth millennium BCE) جب قدِیم مِصر میں پانی کے پَودے پیپرس کے گُودے سے بنائے گئے پیپرس کے اَوراق (papyrus sheets) کی اِیجاد ہُوئی تو یہ صحیفے اور اُن کے بعد آنے والی آسمانی کِتابیں باقاعِدہ پیپرس کے اَوراق پر لِکھ کر محفُوظ کی جانے لگیں۔ نزُولِ قُرآن کے وقت تک لکھائی

1

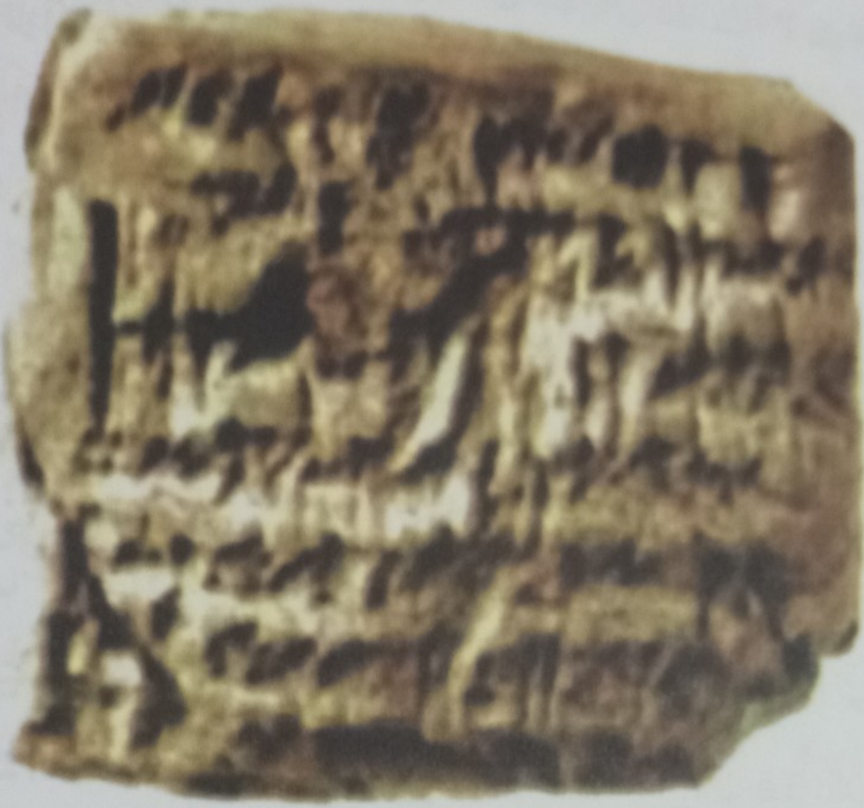

2

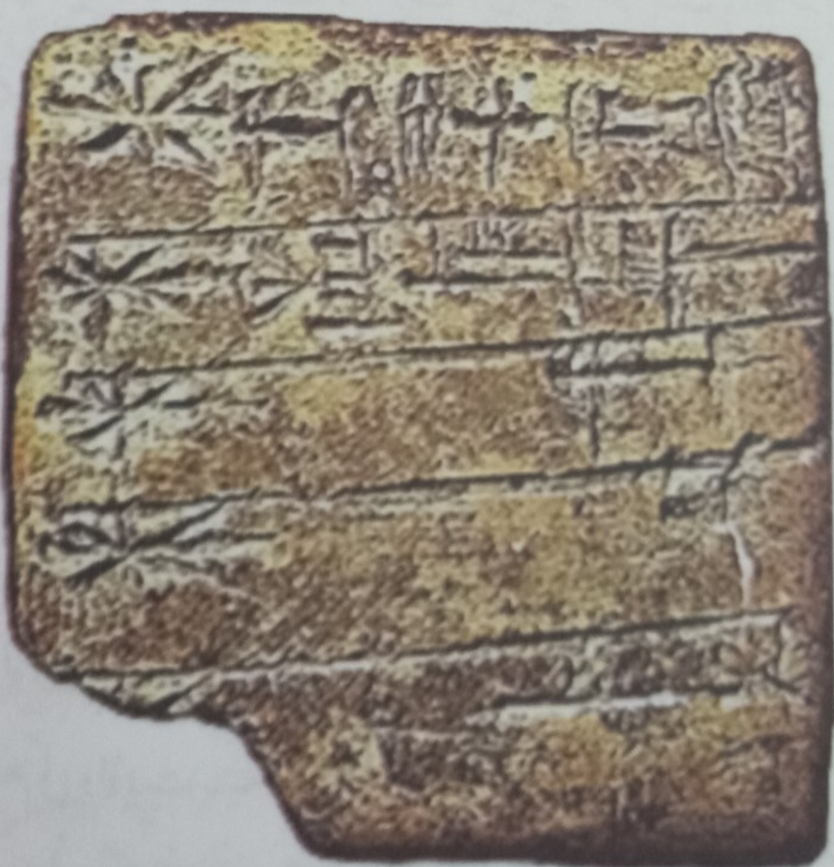

پہلی تصوِیر پتّھر پر کُھدی ہُوئی لِکھّائی، دُوسری تصوِیر قدِیم سُومری زُبان کی لِکھّائی

3

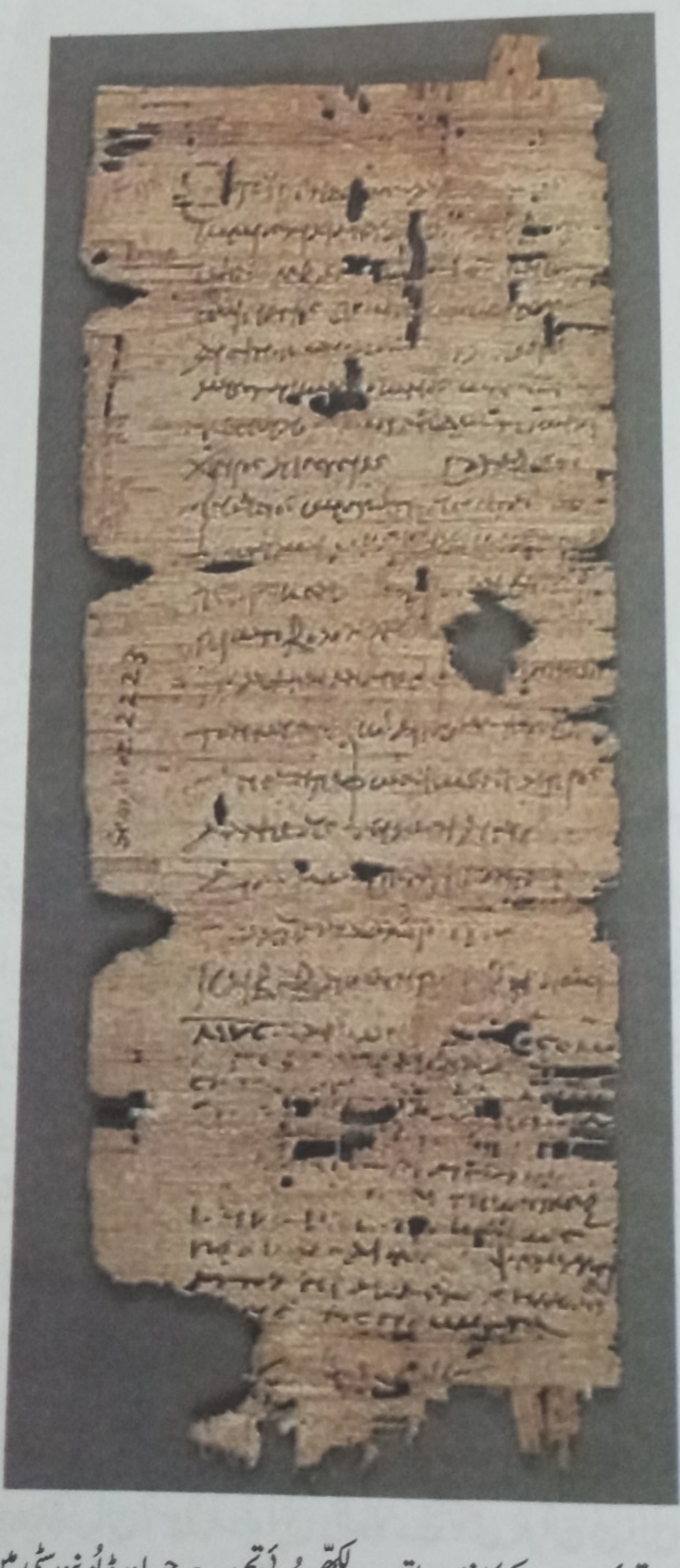

اور تیسری تصوِیر قدِیم پیپرس کے کاغذ پر ہاتھ سے لِکھّی ہُوئی تحرِیر ہے جو ہاورڈ یُونیورسٹی میں محفُوظ ہے۔

کاغذ عرب کے لئے اَوراق بنانے کی صنعت اِتنی ترقّی کر چکی تھی کہ چین کا تیار کردہ کاغذ عرب کے تجارتی ذرائع سے نا صِرف جزیرہ عرب بلکہ یُونان اور رُوم تک جاتا تھا۔ جس سے یہ بات بھی مکمّل طور پر ثابت ہوتی ہے کہ نزُولِ قُرآن کے وقت یا اُس کے بعد قرآنی آیات کو جانوروں کی کھال، پتّھر، درختوں کی چھال اور ہڈّیوں کے ٹکڑوں پر لِکھ کر محفُوظ کرنے کی ضرُورت نہیں تھی۔ اگر قبلِ مسیح میں لِکھی ہُوئی پانچویں خانوادے (Fifth Dynasty) کے بادشاہ نفرتیتی الکاکائی (Nrfertiti Kakai) کے کھاتوں (accounts) کی مجلّد کِتابیں آثارِ قدِیمہ کے عجائبات میں آج بھی محفُوظ ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ قُرآن بھی اپنے اِبتدائی دور سے ہی مکمّل کِتابی شکل میں موجُود نہ ہو۔

دُوسری صدی قبلِ مسیح میں یہُودیوں نے حضرت مُوسیٰ علیہِ السّلام تک نازِل ہونے والے عہد نامۂ قدِیم کے سب صحیفوں اور کِتابوں کو اِکٹھا کر کے اِس مجمُوعے کو مُقدّس بائبل (Holly Bible) یعنی کِتاب المقدّس کا نام دیا۔ چُونکہ عہد نامۂ قدیم کے عُنوان ہائے عہد و تکمیل عہد نامۂ جدید میں بھی بعینہٖ جاری رہے اِس لئے بعد میں اِن دونوں عہد ناموں کو مِلا کر اُن کا موجُودہ نام بھی بائبل ہی رکھّا گیا۔ جِس کو یہُودی اور عیسائی دونوں ہی خُدا کے مقدس الفاظ مانتے ہیں مگر نظریات میں اِختلاف ہونے کی وجہ سے یہُودی بائبل کے اپنے حِصّے کا ترجمہ اور تفسیر الگ کرتے ہیں اور عیسائی الگ۔ دُنیا کی تہذِیب و تمدّن میں ترقّی اور تبدِیلی کے پیشِ نظر عہد نامۂ قدیم کی کِتابیں عِبرانی (Hebrew) اور اَرامی (Aramaic) زُبانوں میں نازِل ہُوئیں اور عہد نامۂ جدید کی کُچھ کِتابیں ارامی اور زیادہ تر یُونانی (Greek) زُبان میں آئیں۔

حضرت مُوسیٰ علیہِ السّلام کی پرورِش اور تربیّت شاہی گھرانے میں ہونے کی وجہ سے اُنہیں عِبرانی (Hebrew) اور اَرامی زُبانیں بولنے اور لِکھنے پڑھنے میں مہارت حاصل تھی۔ اَرامی (Aramaic) زُبان اُنہوں نے اَپنی والِدہ سے سِیکھی جو اُن کی دائی بن کر اِن کے ساتھ ہی فِرعَون کے شاہی محل میں رہتی تھیں۔ اِس کے عِلاوہ مُوسیٰ علیہِ السّلام کو قدیم سُومری

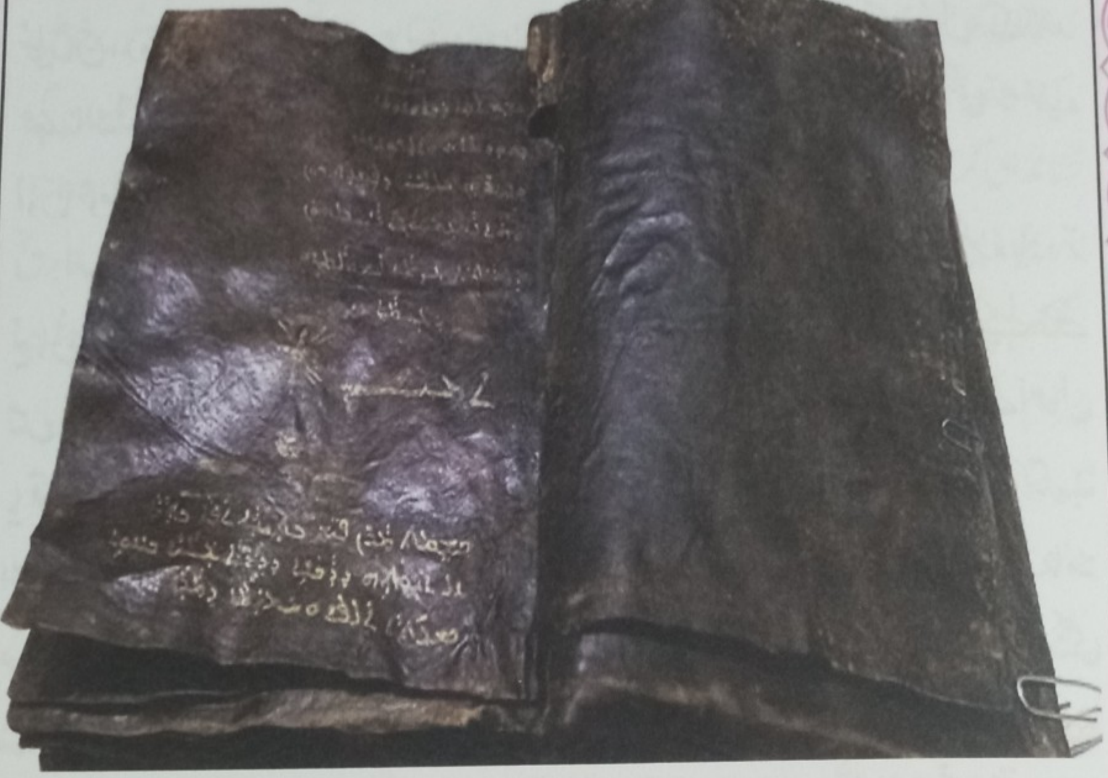

1500 سال قبل زمانۂ نزوُلِ قُرآن سے پہلے ہاتھ سے لِکھّی ہُوئی بائبل کی یہ مُکمّل کِتاب ترُکی کے دارالحکُومت اَنقرہ کے عجائب گھر میں محفُوظ ہے۔

(Sumerian) زُبان میں بھی خصُوصی مَلکہ حاصِل تھا جو لِکھّنے میں ریاضی یا آج کے کمپیُوٹر کوڈ سے مِلتی جُلتی زُبان ہے۔ اِس میں 21,1000 اور 50 کے مضاعِف (multiple) کو خاص ترتیب میں لِکھّ کر حرُوف کی بجائے ہِندسَوں میں عِبارت مُکمّل کی جاتی ہے۔ اِن سبھی زُبانوں کی مِثالیں عہد نامۂ قدیم کے اصل متَن میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ چُونکہ مُوسیٰ علیہِ السّلام سے پہلے اور اُن کے زمانے میں مَندرجہ بالاَ زُبانیں رائج تھیں اِس لئے متَن کے اِعتبار سے عہد نامۂ قدیم یَعنی یہُودیوں کی بائبل جِسے تنخ بھی کہا جاتا ہے عِبرانی اور اَرامی زُبانوں میں ہے جو اِبتدَاء میں 24 کِتابوں اور تین حِصّوں پر مُشتمل تھی جِس میں پہلی پانچ کِتابیں اِبتدَا، خرُوج، اَحبار، گِنتی یا اَعداد اور اِستثنا تورَات (Torah) کی ہیں۔ پھر اَنبیا میں ایُّوب، یشوع، سیمُوئیل، یسعَیاہ، یرمیَاہ، حزَقیال، ہوسیع، حبقُوق، زَکریا، ملاَخی، دانیَال، نحمیَاہ، عُزیر، قضَات اور اِس کے بعد اَسفارالکِتابات میں زبُور (Psalms) یَعنی حمد، ضَربُ الاِمثال، غزَل یا نغمۂ

سُلیمان، رُوتھ (Ruth) یَعنی رحمۃ اور واعِظ شامل ہیں۔عہد نامہَ جدید کے نزُول کے بعد عہد نامہَ قدیم میں عِبرانی زُبان کی کِتابیں جوُیل، عاموُس، عَبدیاہ، یُونس، البعثہ، حجی، صفنیَاہ اور ناحُوم بھی شامِل کر لی گئیں۔

عہد نامہَ جدِید (New Testament) کا اَصل مُسوّدہ کچُھ عِبرانی اور اَرامی مگر زیادہ تر یُونانی (Greek) زُبان میں ہے۔جِس کے تین حِصّوں میں 27 کِتابیں شامِل ہیں۔پہلے حِصّے میں چار رُوحِیت اَناجیل یَعنی متی، علامَت (Mark)، لُوقا اور یُوحنا کے ساتھ اَنبیاء کے اَعمال یا قوانین (Acts) کو شامِل کیا گیا ہے۔دُوسرے حِصّے میں خطُوط (Epistles) اور کِتاب الوَحِی (Revelation) شامِل ہے۔ چھَٹی اور ساتوِیں صَدی تک عیسائیوں کے عہد نامہَ جدید کی کِتابوں کی فہرِست میں سَینٹ برنابا کی اِنجیل (Gospel of Barnabas) بھی شامِل تھی جو بعد میں مُسلمانوں کی سازِش سمجھ کر عہد نامہَ جدید کی کِتابوں کی فہرِست سے نِکال دی گئی۔یہ حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام کے ہونہار شاگرد سَینٹ بَرنابا کی وہ اِنجیل تھی جِس میں حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام کے بعد حضرت محمّد ﷺ کے نام "احمد ﷺ" کے ساتھ یہ حوالہ جَات تھے کہ وہ عیسیٰ علیہِ السّلام کے بعد نبی ہوں گے۔یہ حوَالہ جَات اِنجیل سے خارِج نہیں کیئے گئے بلکہ موجُوہ چاروں اَناجیل میں موجُود اِن آیات کے تراجُم سے نبی کرِیم ﷺ کا نام "احمد" نِکال کر اِس کی جگہ اِن کے نام کے معَانی لِکھّ دِیئے گئے ہیں مگر چُونکہ عَربی میں سب سے پہلا ترجُمہ سَینٹ بَرنابا کی اِنجیل سے کیا گیا تھا اِس لئے اِنجیل کے عَربی تراجُم کی مذکُورہ آیات میں "احمد" ہی لِکھّا ہُوا ہے جو مُطالِعہ کے لئے اَب بھی موجُود ہے۔

یہُود و نصَاریٰ نے اُن کِتابوں کے تراجُم اصل متَن کے سیَاق وسبَاق سے ہَٹ کر اپنے ذَاتی خیالَات اور نظریاتی مقاصِد کو پیشِ نظر رکھ کر کیئے ہیں جو بہُت سی جگہوں پر اصل وَحی کی آیات کے متَن سے مُطابِقت نہیں رکھتے۔جِس کی وجہ سے عیسائی اور یہُودی نظریَاتی طَور پر مُسلمانوں سے دُور ہونے کے ساتھ ساتھ آپس میں بھی بہُت سے فِرقوں اور عقائِد میں بٹے ہُوئے ہیں۔تاہم موجُودہ دَور کے تعلیم یافتہ، وسیعُ النظر اور غیر جانبدَار یہُودی اور عیسائی یہ تسلِیم کرنے لگے ہیں کہ اُن کی کِتابوں کے تراجُم غلط ہیں جو یقیناً

رُجحان کا عندیہ ہے۔ بعض لوگوں کے خیال میں اِن کتابوں کا علمی مُطالعہ اور غور وخوض کے ساتھ تجزیہ کرنا اشّد ضروری ہے تا کہ تراجُم میں پایا جانے والا سقم اور غلطیوں کی نشاندہی کر کے اُنہیں وحی کے اصل متن کے مُطابِق دُرست کیا جا سکے مگر کلیسا (Church) اور یہودیوں کی عِبادت گاہیں (Synagogue) ابھی اِس بارے میں خاموش ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ وقت کبھی بھی ایک جیسا نہیں رہتا۔ ایک وقت وہ بھی تھا جب کلیسا نے سینٹ جیرُوم کے چوتھی صَدی عیسوی میں عِبرانی اور یُونانی سے کئے گئے بائبل کے لاطینی زُبان میں ترجُمے کے عِلاوہ کِسی اور زُبان میں ترجمہ کرنے پر سخت پابندیاں عائد کر رکھی تھیں اور سولھویں صَدی عیسوی تک عام آدمی کے لئے مذکُورہ لاطینی ترجُمہ بھی کلیسا سے پیشگی اِجازت لئے بغیر پڑھنا منع تھا۔ اگر وہ وقت نہیں رہا تو یہ وقت بھی نہیں رہے گا اور اصلی متن کے لحاظ سے ترجُمہ کرنے میں حائل رُکاوٹیں بھی ختم ہو جائیں گی۔ اِنفرادی طور پر لوگ اِن کِتابوں کے اصل متَن سے ترجمہ اب بھی کرتے ہیں لیکن فرق صِرف اِتنا ہے کہ اِس ترجُمے کو کلیسا تسلِیم نہیں کرتا۔

تورات (Torah) یعنی عہدِ عتیق کے پانچ صحیفے (Pentateuch) جو بارھویں اور تیرھویں صَدی قبلِ مسیح میں حضرت مُوسیٰ علیہِ السّلام کے دَورِ حیات میں موجُود تھے اِن میں مَوت کے بعد مِلنے والی زِندگی جِس جگہ پر ہوگی اُس کو "شیول" (Sheol) یعنی زمین کہا گیا ہے۔ جِس میں نیک و بد اپنے اعمال کے لحاظ سے مُقیم ہوں گے۔ بہُت سی جگہوں پر "شیول" (Sheol) کا ترجُمہ بطورِ "پاتال" (عالم تحت الارض) بھی کیا گیا ہے جو تورات کے حقیقی متَن کے لحاظ سے دُرست نہیں بلکہ "شیول" (Sheol) عہد نامہ قدِیم کی کچھ آیات میں زمین یعنی دُنیا اور کچھ میں زمین پر جہنّم کے اِستعارے میں اِستعمال ہُوا ہے۔

مندرجہ ذَیل حوالہ جات مُلاحِظہ فرمائیے:

"Sheol from beneath is excited over you to meet you when you come; It arouses for you the spirits of the dead, all the leaders of the earth; It raises all the kings of the nations from their thrones."

(Isaiah 14:9)

پاتال (زمین) اندر سے بے تاب رہتی ہے تُم سے مِلنے کو جب تُم آتے ہو، اُسی
سے تُمہارے لئے مُردے کی زِندگیاں پیدا کی جاتی ہیں، اُسی سے زمین کے تمام
رَہنُماؤں، سب قوموں کے بادشاہوں کو اُن کی جگہوں سے زِندہ کر کے اُٹھایا جاتا ہے۔

(یسعیاہ۔14:9)

He keeps back his soul from the pit, And his life from passing over into Sheol.

(Job 33:18)

وہ بچاتا ہے اُس کی رُوح کو پَستی میں جانے سے، اور اُس کی زِندگی کو پاتال (جہنّم) میں جانے سے۔

(ایُّوب:18:33)

Whatever your hand finds to do, do it with all your might; for there is no activity or planning or knowledge or wisdom in Sheol where you are going?

(Ecclesiastes 9:10)

جو کُچھ بھی تُمہارے ہاتھوں کو کرنے کو مِلتا ہے وہ تُم اپنے تئیں کر لیتے ہو، کوئی ٹھوس منصُوبہ بندِی یا عِلم یا عقل کا اِستعمال پاتال (دُنیا) میں نہیں کرتے، تُم کہاں چلے جا رہے ہو؟

(واعظ۔9:10)

Activity اُردو میں "رُو بہ عمل" ہونے کو کہا جاتا ہے جبکہ انگریزی میں اِس کی تعرِیف ذَیل کے الفَاظ میں کی جاتی ہے۔

1- The condition in which things are happening or being done.
2- A thing that a person or group does or has done.

The wicked will return to Sheol, Even all the nations who forget God.

(Psalms 9:17)

غلَط کار لوگ پاتال (جہنّم) میں واپس بھیج دیئے جائیں گے اور دیگر تمام قومیں بھی جِنہوں نے خُدا کو بُھلا دِیا ہے۔

(زبُور۔9:10)

Let death come deceitfully upon them; Let them go down alive to Sheol, For evil is in their dwelling, in their midst.

(Psalms 55:15)

مَوت اِن پر دھوکہ دے کر (بغَیر بتائے) آتی ہے؛ پھر اُنہیں زِندہ کر کے پاتال (دوزخ) میں

بھیج دیا جاتا ہے، شیطان صفت لوگوں کے لئے یہی ٹھکانا ہے، جو اسی کے اندر رہتے ہیں۔

(زبور۔55:15)

Midst وسط، دِل اور قلب کے معانی میں آتا ہے۔ اِس لحاظ سے اُس کارواں ترجمہ "اُن کا ٹھکانا دوزخ کی آگ ہے جو اِن کے دلوں میں لگتی ہے" قرآنی اعتبار سے بھی دُرست معلوم ہوتا ہے۔

"But if the LORD brings about an entirely new thing and the ground opens its mouth and swallows them up with all that is theirs, and they descend alive into Sheol, then you will understand that these men have spurned the LORD."

(Numbers 16:30)

لیکن اگر خُداوند اِن کے خِلاف کوئی بالکل نئی چیز لے آئے اور زمین کا مُنہ کُھلے اور وہ اُن کو بمعہ اُن کے مال و اَسباب نِگل لے اور وہ پھر زِندہ کر کے پاتال (جہنّم) میں اُتارے جائیں، پھر تُمہیں سمجھ آئے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جِنھوں نے اپنے رَبّ کو ٹُھکرایا۔

(گِنتی: 14:30)

"Bring about" کا مطلب کِسی سمت کے بَرخِلاف ہوتا ہے جِس کا اِستعمال عام طَور پر ایسے کیا جاتا ہے طُوفان آتا دیکھا تو وہ اپنی ناؤ لے آئے۔" انگریزی کے جُملوں میں بھی اِس کے اِستعمال کی مِثال مُلاحِظہ فرمائیں:

Cause to move into the opposite direction;
"They brought about the boat when they saw a storm approaching"

To bring back his soul from the pit, That he may be enlightened with the light of life.

(Job 33:30)

اُس کی رُوح کو پَستی سے واپس لانے کے لئے وہ زِندگی کے نُور سے رَوشن کیا جاتا ہے۔

(ایُّوب: 33:30)

یَعنی بڑے سے بڑے گُناہ گاروں اور بداَعمال لوگوں کو بھی اُن کے اَعمال کے مُطابِق

پَست سے پَست طبقے میں دُوبارہ زِندگی دے دِی جاتی ہے تا کہ وہ کوشش کر کے اپنے اَعمال دُرست کریں اور اُوپر والے طبقے میں پُہنچ جائیں۔

" Behold, God does all these oftentimes with men."

(Job 33:29)

"دیکھو، خُدا سب لوگوں کے ساتھ اکثر یہی کرتا ہے۔" (ایُّوب: 33:29)

But God will redeem my soul from the power of Sheol, For He will receive me. Selah

(Psalms 49:15)

لیکن خُدا پاتال (جہنّم) سے میری جان چُھڑا دے گا، وہ (خُدا) قبول کر کے مجھے۔سلاہ

(زبُور: 49:15)

قارئینِ کرام غَور فرمایئے زبُور کے مَندرجہ بالاَ حوالے: میں ایک لفظ "سلاہ" (Selah) آیا ہے جو عِبرانی زُبان کے اصل متَن میں ایسے "סֶלָה" لِکھا ہُوا ہے۔ دورانِ تحقیق یہ جان کر بڑی حیرت ہُوئی کہ یہُودیوں اور عیسائیوں کے بڑے بڑے عُلما اِس کا مطلب نہیں جانتے اور دَورانِ تلاوت اِس کے تلفظ سلاہ (Selah) کو ہی زُبان سے ادا کرنے پر اِکتفا کرتے ہیں۔ "سلاہ" قدِیم آسمانی صحیفوں کے عِلاوہ 74 بار عِبرانی بائبَل (Hebrew Bible) 71 بار عِبرانی زبُور (Hebrew Psalms) اور کئی بَار حبقُوق (Habakkuk) میں آیا ہے "وِکی پیڈیا" (Wikipedia) کے الفَاظ میں (Selah is difficult concept totranslate) سلاہ کا ترجُمہ کرنا مُشکل ہے۔ عُلماءِ اہلِ کِتاب کی رَائے میں "سلاہ" بطورِ اَوقاف (punctuation) اِن آیات میں اِستعمال ہوتا ہے جہاں قارِی کو پڑھنے کے دَوران ٹھہرَاؤ کی ضرُورت ہوتی ہے۔ کُچھ لوگ "سلاہ" کو صَوتی لحاظ سے اُس سے مِلتا جُلتا لفظ "سلہ" سمجھتے ہیں جو عِبرانی زُبان میں "پتّھر کی چٹان" (rock) کے لئے اِستعمال ہوتا ہے اور عِبرانی لِکھائی میں اُس کے ہجے بھی سلاہ سے مُختلف ہوتے ہیں۔ اہلِ کِتاب کے کُچھ دانِشوروں کے خیَال میں "سلاہ" موسیقی کی سَمت یا سِنگیت کی وہ ہدَایات (Musical Instructions) ہیں جو زبُور (Psalms) کو پڑھتے وقت ملحُوظِ خاطر رکھی جانی چاہئیں۔

کیونکہ زبُور کو موسیقی کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

اللہ اللہ! رَنگ رَنگ کے لَوگ بھانت بھانت کی بَولیاں۔ عُلمائے اہلِ کِتاب کا حال بھی ہمارے عُلمائے کرَام جیسا ہی ہے۔ جو مَن میں سمایا وہ ہی بَول دیا۔ نہ سوچا نہ سمجھا بِنا تحقیق کئے اِختراعات لِکھ لِکھ کے کِتابوں کے اَنبار لگا دیئے۔ زیرِ نظر مضمون پیدائشِ نَو کی تحقیق کے دَوران یہ گتھی بھی کُھل گئی کہ توراَت، زبُور، اِنجیل اور دِیگر آسمانی صِحیفوں میں لِکھّا ہُوا "پُر اسرار لفظ" "سلاہ" دراصل وہی صلاہ ہے جِس کا حکم قُرآنْ میں تواتر کے ساتھ آیا ہے۔

قارئینِ کرام! مُلاحِظہ فرمائیے۔ اگر زبُور کی آیت کے آخرِی لفظ "سلاہ" کو قُرآنی لفظ "صلاہ" سے بدل دِیا جائے تو اِس آیت کا مطلب بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

But God will redeem my soul from the power of Sheol, For He will receive me.

Selah (Psalms 49:15)

لیکن خُدا پاتال (جہنّم) سے میری جان چُھڑا دے گا، وہ (خُدا) قبُول کر کے مُجھے سلاہ۔

(زبُور: 49:15) موجُودہ ترجمہ۔

زبُور کی اِسی آیت کے رَواں تراجُم مُلاحِظہ فرمائیے:

لیکن خُدا میری صلاہ قبُول کر کے جہنّم سے میری جان چُھڑا دے گا۔

لیکن خُدا میری پتّھر کی چٹان قبُول کر کے جہنّم سے میری جان چُھڑا دے گا۔

لیکن خُدا تلاوتِ کلام میں میرا وقف قبُول کر کے جہنّم سے میری جان چُھڑا دے گا۔

لیکن خُدا میری موسیقی قبُول کر کے جہنّم سے میری جان چُھڑا دے گا۔

قارئینِ کرام! مَندرجہ بالا تراجُم میں سے کونسا ترجمہ صَحیح ہے اِس کا فَیصلہ تو آپ خُود کریں گے۔ ہمارا کام تو صِرف اپنی تحقِیق کا نتیجہ آپ کے سامنے پیش کرنا ہے۔

عہد نامۂ قدِیم (Old Testament) میں اِنتہائی تحقِیق کے بعد اِعادةُ التّدوِیر (Recycling) کا قُدرتی نِظام معلُوم ہُوا۔ اِن آیات کے شرُوع میں ہی لَوگوں کے نَسل دَر نَسل لَوٹ کر واپس آنے کا ذِکر وَحی کے اِسی مخصُوص انداز میں ہے جو قُرآنْ میں پایا جاتا ہے۔ سُورج کا طلُوع ہونا، غرُوب ہونا اور اُلٹے پَیروں واپس لَوٹ کے پھر وہیں آ جانا جہاں سے وہ نِکلا

تھا۔ ہوا کا گھوم پھر کے وہیں پُہنچ جانا جہاں سے وہ شرُوع ہُوئی تھی۔ ندی نالوں کا گھوم پھر کے وَاپس وہیں پُہنچ جانا جہاں سے وہ شرُوع ہُوئے تھے۔ جو پہلے ہو چُکا وہ دُوبارہ ہونے کی تکرار کی مُماثلت اِنسان کی دُوبارہ پیدائش (Reincarnation) سے نہیں تو اور کیا ہے ؟ خاص طَور پر آخری جُملہ بہُت اہمیّت کا حامِل ہے جِس میں یہ کہا گیا ہے کہ سُورج کے نیچے جو کُچھ بھی ہے اِس میں کُچھ بھی نیا نہیں ! سُورج کے نِیچے کیا ہے؟ سُورج کے نِیچے تو وہی دُنیا ہے جِس میں ہم رہتے ہیں۔ اگر اِس دُنیا میں کُچھ بھی نیا نہیں اور سب کُچھ رِی سائیکل (Recycle) ہو کے وُہی بَار بَار آ رہا ہے تو اِس لحاظ سے اِنسان کے اِرتقاء کی تارِیخ بھی نئے سِرے سے رَقم ہوگی۔ تحِقیق کے کئی نئے باب کُھل جائیں گے۔ قُدرت کے بُہت سے رَازوں سے پردَہ اُٹھے گا۔ زمین، آسمان اور اِنسان کی تخلِیق کے وہ عوَامل جو ابھی تک اِنسان کی نظر سے باہر ہیں سَامنے آ جَائیں گے۔ سائنسی علُوم میں بھی ترقّی ہوگی اور بُہت سی اَیسی گُتھّیاں کُھل جَائیں گی جِنہیں جَاننے کے لئے اِنسان اَب بھی اپنا ماتھا پیٹ رہا ہے۔

قارئینِ کرام! اِس بیش قِیمت وَحی کی تفصِیل واعِظ کی مَندرجہ ذَیل آیات (1:4-9) میں حاضرِ خِدمَت ہے:

"Generations come and generations go, but the earth remains forever. The sun rises and the sun sets, and hurries back to where it rises. The wind blows to the south and turns to the north; round and round it goes, ever returning on its course. All streams flow into the sea, yet the sea is never full. To the place the streams come from, there they return again...What has been will be again, what has been done will be done again ;there is nothing new under the sun."

(Ecclesiastes 1:4-9)

لوگوں کی نَسلیں آتی ہیں اور نَسلیں چلی جَاتی ہیں مگر دُنیا وَیسی کی وَیسی ہی رہتی ہے۔ سُورج طلُوع ہوتا ہے اور سُورج غرُوب ہو جاتا ہے، اور جہاں سے نِکلتا

ہے تیزی سے وہیں واپس آ جاتا ہے۔ ہوا جنوب کی سمت میں چلتے چلتے شمال
کی جانب مُڑ جاتی ہے۔ یہ گھومتی پھرتی ہے اور گھوم گھوم کر چلتی ہے اور ہمیشہ
اپنے رستے پر واپس لوٹتی ہے۔ سب ندی نالوں کا بہاؤ سمندر میں ہوتا ہے
لیکن سمندر کبھی نہیں بھرتا۔ جس جگہ سے یہ ندی نالے نکلتے ہیں دوبارہ وہیں پر
واپس چلے جاتے ہیں۔ جو کچھ ہو چُکا وہ پھر سے ہوگا، جو کچھ کیا گیا وہ پھر سے کیا
جائے گا۔ سورج تلے (دُنیا میں) کچھ بھی نیا نہیں ہے۔

(واعظ، 9-1:4)

اللہ اللہ۔ قدیم آسمانی صحائف میں نازِل کی گئی وحی کی تحقیق کے دوران شانِ الٰہی اور اُس کے عظیمُ الشّان کارخانۂِ قُدرت کو دیکھ کر کئی بار اَیسا وجد طاری ہُوا جو احاطۂِ بیان سے قطعی باہر ہے۔ اللہ کی کاریگری جُوں جُوں عیاں ہوتی رہی آنکھوں سے نیند اُڑتی گئی اور شب و روز کی ایک ایک ساعت وِرطۂِ حیرت میں گُزری۔ رُوح کی بے قراری بڑھتی گئی اور بار بار جِی میں آیا کہ سب کام چھوڑ کے کلامِ اِلٰہی کے حقیقی متَن کا ترجمہ اِبتدائی صحیفوں سے شرُوع کر کے قُرآن تک کرتا چلا جاؤں اور اُن تمام غلط فہمیوں اور تضادات کو مِٹا دُوں جو وحی الاوّل سے لے کر وحی الآخر تک اِنسان نے اَپنا اُلّو سیدھا کرنے کے لئے اللہ کے سر تھوپ رکھے ہیں۔ اِنجیل، تورات، زبُور اور دِیگر آسمانی صحیفوں کے مَن گھڑت تراجم اور لامعنی اِختراعات کی بھر مار کے باوجود وحی کا اَصل متَن بڑی حد تک اپنی اَصل حالت میں موجُود ہے اور اُس پر وقت کی شِکست و ریخت کا اِتنا اثر نہیں ہُوا جتنا ہم سمجھتے ہیں۔ اگر کہیں فرق آ بھی رہا ہے تو قُرآن کی کسوٹی اِس فرق کو دُور کرنے کے لئے ہمارے پاس موجُود ہے۔ مگر افسوس کہ ہم نے کلام اللہ کے اِس اَنمول ذخیرے کو یہودیوں، عیسائیوں، مُشرکوں، کافروں اور بُت پرستوں کی کِتابیں سمجھ کر چھوڑ دیا۔ اگر اِن کِتابوں کی منسُوخی کا حُکم بھی قُرآن میں نہیں آیا اور اللہ کے قوانین بھی تبدیل نہیں ہوتے تو پھر اِنہیں رَدّ کیوں کر دِیا گیا؟ جواب آپ کے پاس محفُوظ ہے کہ کن لوگوں کے کہنے پر اَیسا کیا گیا؟

اللہ کی اِس وحی کا اِنکار کرنے والوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ اللہ کی نازِل کردہ کِتابوں پر اِیمان کا کیا ہوگا؟ تورات، زبُور، اِنجیل اور دِیگر آسمانی صحیفوں کا خالی نام ہی زُبان سے

ادا کر لینا تو اُن پر اِیمانُ لانے کے زُمرے میں نہیں آتا۔ لہٰذا قُرآنُ کے سَاتھ سَاتھ اللہ کی نازِل کردہ دِیگر کِتابوں میں بھی وَحی کیا گیا ایک ایک لفظ ہمارے پاس وہ نعمتِ خُداوندی اور ہِدایت کا سَرچشمہ ہے۔ بِلاشُبہ قُرآنُ اکیلا ہی اپنے بیان کی تفصِیل بیانِ مُقرّر کے اچھُوتے انداز میں دُہراتا ہے تاکہ غَور وفکر کرنے والے کہی گئی بَات کو اچھّی طرح سمجھ لیں۔ لیکن پِھر بھی اَگر کسی مُعاملے میں حوالہ جات لینا ناگزیر ہوں تو اِنسانوں کی لِکھی ہُوئی رِوایتوں اور تفسِیروں میں بھٹکنے کی بجائے قُرآنُ سے پہلے اللہ کی نازِل کردہ کِتابوں سے اِستفادہ کرنا ہی اللہ کی کِتابوں پر اِیمانُ ہے۔

قارئینِ کرام! غور فرمائیے قُرآنُ اور اُس سے پہلے نازِل ہونے والی کِتابوں کے مابَین حوالہ جات (Cross References) کِس طرح مِل رہے ہیں۔

اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَهٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَهُمۡ فِی التَّوۡرٰٮةِ وَالۡاِنۡجِیۡلِ ﴿157﴾

(سُورَۃُ الاعراف، آیت: 157)

"وہ لوگ جو اُس رسُول کی پَیروی کرتے ہیں جو نبی اُمّی ہے جِسے اپنے ہاں تورَات اور اِنجیل میں لِکھّا ہُوا پاتے ہیں۔"

یسعیاہ کے باب 29 کی آیت 12 میں قُرآنُ کے اِس حوالے کی تصدِیق کی گئی: اُسے ایک کِتاب دِی جائے گی جو اُمّی ہوگا، کہا جائے گا، اِسے پڑھ۔ وہ کہے گا میں تُجھ سے معافی چاہتا ہُوں کہ مَیں اِسے پڑھ نہیں سکتا۔

"And the book is delivered to him that is not learned, saying, Read this, I pray thee: and he saith, I am not learned."

(Isaiah chapter 29 verse 12)

تورَات کی دُوسری کِتاب تثنیہَ 18:18، تثنیہَ 2:32 میں بنِی اِسرَائیل کے دَو نبی بھائیوں کی اَولاد میں سے مُستقبل میں ایک کا نبوُّت کے مَنصب پر فائز ہُونے کا ذِکر ہے جو خُدا کی وَحی کے ذریعے نیا قانُون لَائے گا۔ پِھر آگے چل کر اِبتداء کی آیت 21:22 میں بنِی اِسرَائیل میں

سے اِسماعیلیوں کا حوالہ دے کر اُن کی آل میں سے محمدؐ ﷺ کے منصبِ نبوّت پر فائز ہونے کی تصدیق کی گئی۔

اِسی طرح یوحنا 14:16 میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے کہا کہ:

مَیں خُدا سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ تُمھیں ایک رحمت والا (نبی) دے جو ہمیشہ تُمھارے ساتھ رہے گا۔ (رواں ترجمہ)

"And I will pray the Father, and he shall give you another Comforter, that he may abide with you forever"

(John 14:16)

پھر یوحنا کی آیت 14:26 میں اِسی بات کو دُوسرے انداز سے دُہرایا گیا۔

"لیکن خُدا میرے نام میں (یعنی مسیح علیہ السّلام سے مسیحا، نجات دہندہ یا رحمت) جو رحمۃ للعالمین بھیجے گا وہ تُمھیں سب کُچھ بتائے گا اور تُمھیں وہ چیزیں یاد دِلائے گا جو میں تُمھیں بتا چُکا ہوں۔"

"But the Comforter whom the Father will send in my name, he shall speak to you all things, and bring all things to your remembrance, whatsoever I have said unto you."

(John 14:26)

اِنجیل یوحنا الفصل 16 آیت 7 میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی طرف سے درج ہے:

"تاہم میں تُمھیں سچّائی بتاتا ہوں، اِسی میں تُمھارا فائدہ ہے کہ مَیں چلا جاؤں۔ اگر مَیں نہیں جاتا تو وہ رحمۃ لِلعالمین تُم تک نہیں آئیں گے، مَیں اُنھیں تُم تک بھیجُوں گا۔"

"Nevertheless I tell you the truth; it is expedient for you that I go away: for if I go not away, the Comforter will notcome unto you; but if I depart, I will send him unto you."

(John 16:7)

یوحنا 15:26 کے مزید دو مُختلف تراجُم کی نقل بھی آپ کی خِدمت میں حاضِر ہے جِن میں کہا گیا ہے:

"جب وہ مددگار آئے گا، جس کو مَیں خُدا سے تُمھاری طرف بھجواؤں گا، وہ سچّی رُوح

خُدا کی طرف سے آئے گی تو میری تصدیق کرے گی۔"

دُوسرے ترجُمے میں کہا گیا ہے کہ:

"وہ جب خُدا کی طرف سے آئیں گے تو میری گواہی دیں گے۔"

"When the Advocate comes, whom I will send to you from the Father--the Spirit of truth who goes out from the Father--he will testify about me."

(John 15:26) New International Version

Translation

But when the Helper comes, whom I will send to you from the Father, the Spirit of truth, who proceeds from the Father, he will bear witness about me. .(John 15:26) English Standard Version

یوحنا کی اِنجیل کی مندرجہ بالا آیات کے اَصل متَن میں یُونانی لفظ "پیراقلیطَس" (Paracletos) اِستعمال ہُوا ہے جو حقیقت میں اِسم "احمد" ہے جِس کے اگر معانی بھی بطورِ اِسم لئے جاتے تو محمدّ ﷺ ہی بنتا۔ نام کا ترجُمہ ہی مقصُود تھا تو "تعرِیف کیا جانے والا" (The Praised One) بنتا مگر اِس لفظ کی جگہ انگریزی ترجُمے میں (Comforter) یعنی تسلّی دینے والا یا رَاحت دینے والا لگا دِیا گیا جو کِسی طَور پر بھی دُرست نہیں۔ تاہم رحمۃُ لِلّعالَمین (mercy for all creatures)، مہربان رفِیق (Kind Friend)، ایڈووکیٹ (Advocate) ترجُمے کے لحاظ سے کِسی حد تک اَصل متَن کے یُونانی لفظ "پیراقلیطَس" کے معانی کے قرِیب ہیں۔ چُونکہ سینٹ برنابا کی اِنجیل (Gospel of Barnabas) کو کلیسا کی منظُوری حاصِل نہیں۔ لہٰذا غیر جانبداری کے تقاضوں کو ملحُوظِ خاطر رکھتے ہُوئے سینٹ جیمز (Saint James) اور اسٹینڈرڈ انگریزی بائبل کے نُسخوں (Standard English Version Translation) کے رَائج الوقت اور تسلیم شُدہ انگریزی تراجم کو اِس مضمُون میں ہُو بہُو نقل کیا گیا ہے۔

زبُور کے نغمۂ سُلیمان 5:16 میں حضرت محمدّ ﷺ کا نامِ گرامی عِبرانی زُبان کے جلی حرُوف میں "محمدّ" لِکھ کر اُن کی تعریف کی گئی اور اِسی باب کی مُختلف آیات میں یہ بھی بتایا گیا کہ وہ

عَرب کے علاقے سے ہوں گے اور اُن کا کِردار اور حُلیۂ مُبارک کیسا ہوگا۔

5:16 کا اصل عِبرانی متَن مَندرجہ ذَیل ہے جِس میں عِبرانی لفظ ''מחמדים'' محمّد اِمّ بطورِ اسم آیا ہے۔ ''اِمّ'' عِبرانی میں کِسی نام کو عِزّت سے مُخاطب کرنے کے لئے اِستعمال ہوتا ہے اور انبیاء علیہم السّلام کے ناموں کے ساتھ بھی لگتا ہے۔

חִכּוֹ, מַמְתַקִּים, וְכֻלּוֹ, מַחֲמַדִּים; זֶה דוֹדִי וְזֶה רֵעִי, בְּנוֹת יְרוּשָׁלָ‍ִם

(5:16 Song of Solomon)

نغمۂ سُلیمان 5:16 کی مَندرجہ بالا آیت کو عِبرانی تلفّظ میں اَیسے پڑھیں گے:

ھیکّو ممیتاکم وی کُلّوُ محمد اِم زِہٖ دّودہ وا زیَھرائی بینا۔

ترجمہ: اُن کا مُنہ میٹھا ہے، وہ جناب محمّد ﷺ ہیں۔ یہ میرے محبُوب ہیں اور یہ میرے رفِیق ہیں۔ اوے یَروشلم کی بیٹی! (نغمۂ سُلیمان 5:16)

English: His mouth is most sweet; yea, he is ALTOGETHER LOVELY. This is my beloved, and this is my friend, O daughters of Jerusalem.

(5:16 Song of Solomon)

عِبرانی متَن میں لفظ محمّد ﷺ جُوں کا تُوں موجُود ہے مگر اِس آیت کے انگریزی ترجمے میں سَینٹ جیمز نے محمّد ﷺ کے نَام کا بھی ترجُمہ کر کے (ALTOGETHER LOVELY) مجمُوعی طَور پر پیارا یَعنی ہر دِل عزیز لِکھّا ہے جو کِسی بھی زُبان کی صَرف ونَحُو کے حوالے سے دُرست نہیں اور اِس آیت کے اَصل متَن سے بھی مُطابِقت نہیں رکھتّا کیونکہ کِسی کا نام ترجمے میں بعینہٖ نام لکھّا جَاتا ہے نہ کہ اُس کے معَانی۔

اِس کے عِلاوہ اِسی عُنوان کی آیت 5:10 میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ:

میرے محبُوب کی رنگت سُفید اور گُلابی ہے اور وہ دس ہزار سپاہیوں کے فاتح سَردار ہوں گے۔

Says: "My beloved is white and ruddy, pre-eminent above ten thousand."

(5:10 Song of Solomon)

اِس تارِیخی حِقیقت سے کون واقِف نہیں کہ حضرت محمّد ﷺ دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ فاتح سِپہ سَالار کی حیثّیت سے مکّہ میں داخِل ہُوئے تھے؟

قارئینِ کرام! یہ سب ہمارے عُلماء کے قائم کردہ مفرُوضے ہیں کہ قُرآنْ سے پہلی کِتابوں سے بہُت سا موَاد خارِج کر کے انہیں مَنسخ کر دیا گیا۔ اُن میں بہُت سی تبدِیلیاں کردِی گئیں اور یہ کہ اُن کِتابوں میں وَحی کا اَصل متَن ناپَید ہوچُکا ہے۔ اگر وَاقعی میں اَیسا ہے تو اِس مضمُون میں توَرات، زبُور، اِنجیل اور دِیگر آسمَانی صحِیفوں سے لی گئیں آیات یہُود و نَصاریٰ نے ابھی تک اِن کِتابوں کے اَصل متَن سے خارِج کیوں نہیں کیں؟ باوجُود اِس کے کہ یہ مذکُورہ آیات اُن کے موجُودہ عقائد کے خِلاف ہیں۔ اِس کے عِلاوہ ہم سلاہ کے لفُظ کے بارے میں مَندرجہ بالاَ سطُور میں ذِکر کر چکے ہیں کہ یہ وُہی صلاَہ ہے جِس کا حکم اِسلام سے پہلَے دِیگر مذَاہِب کو بھی دِیا گیا تھا۔ اور یہ لفُظ ابھی تک اُن کِتابوں کے اَصل متَن میں س-ل-ا کے حرُوف میں جُوں کا تُوں موجُود ہے۔ اگرچہ یہُود و نَصاریٰ خُود قبُول کرتے ہیں کہ انہیں اِس لفُظ "سلاَہ" کے معَانی کا کُچھ اِدراک نہیں مگر کِسی نے پِھر بھی اُس لفُظ کو اِن کِتابوں کے اَصل متَن سے خارِج نہیں کیا۔ بلکہ جہَاں جہَاں "سلاَہ" اَصل متَن میں موجُود ہے تمام تراجُم میں یہ لفُظ بغیر ترجُمہ کئے اِن آیات کے ترجُمے میں لگا دیا جاتا ہے۔ رہی بات آیات کے ترجُمے اور تفِسیر میں مفہُوم کے بدلنے کی۔ وہ تو ہم بھی قُرآنْ کے ترجُمے اور تفِسیر میں کرتے ہیں جِس سے اللہ کی کِتابوں کے اَصل متَن میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اِکّا دُکّا آیات میں اگر قُرآنْ سے اِختلاف پایا بھی جائے تو اُن پر نئے سِرے سے غَور کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ وَحی کا اندَازِ بیانْ اِنسانی بیان سے یکسر مُختلف ہوتا ہے اور اِس میں پِنہانْ کائِناتی سچَائیاں (Universal Truth) خُود گوَاہی دیتی ہیں کہ یہ کِسی اِنسان کا لِکھا ہُوا کلاَم نہیں ہو سکتا۔ پِھر بھی اِختلاف باقی رہنے کی صُورت میں اِس بیان کو چھوڑا بھی جَاسکتا ہے۔ مگر پُوری کی پُوری کِتابیں ہی رَدّ نہیں کی جَاسکتیں۔ ورنہ ہمارا شُمار یقیناً مُنکرینِ وَحی میں ہوگا!

یہُودیت پر پَارسی مذہَب کے اَثر و رسُوخ سے پہلَے یہُودی پیدَائشِ نَو (Rebirth or Reincarnation) پر مکمّل اِیمانْ اور کامِل یقِین رکھتے تھے۔ جِس کا ثبُوت عہدنامۂ قدیم میں "ابتداء" (Genesis) کی آیات 35، 37، 29، 44، 38، 42 "گِنتی" (Numbers) کی آیات 16:30 اور 16:33 اور "اِستثنا" (Deuteronomy) کی آیت 33:22 میں دیکھا جاسکتا ہے۔

857ء قبل مسیح میں بابُل کے دَراندازحملہ آوروں کے ہاتھوں یہُودی جِلاوطن ہو گئے اور جب چھٹی قبل مسیح میں "سائرَس" نے اِس خطّے میں سَلطنتِ فارس قائم کی تو یہُودیوں نے بھی سُکھ کا سانس لیا۔ اِس طرح فارس کے بادشاہ سائرَس نے قدِیم یہُودیوں کے نِجات دہِندہ کا کِردار ادا کیا جِس کی وجہ سے وہاں کے مقامی زَرتشی اور یہُودی ایک دُوسرے کے بُہت قرِیب آ گئے۔ جب دونوں مذاہِب میں باہمی روابِط بڑھنے لگے اور زَرتشی عُلماء یہُودی مذہَب پر اثر انداز ہونے لگے تو سائرَس نے ایک طرف تو یہُودیوں کا دِل جیتنے کے لئے اُنہیں مذہَبی آزادی دے دِی مگر دُوسری طرف فارس کے سَرکاری مذہَب کے طور پر زَرتشی مذہَب کا اِعلان کر دیا۔ جِس سے یہُودی مذہَب میں بُہت سی ثقافتی تبدِیلیوں کے ساتھ ساتھ وَحی کی گئی "پیدائشِ نو" کے ذرِیعے آخرت کی زِندگی بھی "قیامَت کے بعد مُردوں کے قبرَوں سے زِندہ ہو کر اُٹھنے" کے زَرتشی تصوّر میں بدل گئی۔ اگر یہُودیوں پر سائرَس اور زَرتشی مذہَب کے اثرات نہ ہوتے تو آج یہُودیت کا چہرہ بالکُل مُختلف ہوتا۔ عہدنامۂ جدید (New Testament) کے آنے تک یہُودی تین فِرقوں یَعنی فرِیسی (Pharisees)، صدُوقی (Sadducees) اور عیسینی (Essenes) میں بَٹ چکے تھے۔ قیامَت اور آخرَت کے فارسی تصوّرات مُسترد کرنے اور یہُودی مذہَب میں زَرتشی دَراندازی کے خِلاف یَروشلم میں مُظاہرے بھی ہُوئے جِن کی فارسی گورنَروں نے کُھل کر مزَاحمت کی۔ فارسی گورنَروں نے ہوشیاری دِکھاتے ہُوئے یروشلم میں زَرتشی آبادی بڑھا دی اور فارسی مُبلّغین نے یہُودیوں کے بَھیس میں زَرتشی مذہب کی زوردار تبلِیغ شرُوع کر دی جِس سے رہی سہی کسر بھی پُوری ہو گئی اور یہُودیت میں زَرتشی مذہب پُوری طرح سرایت کر گیا۔

اِسلام کے حوالے سے بھی یہ بات خاصی توجّہ طلب ہے کہ جو فارسی مُبلّغین یہُودیوں کے بَھیس میں پہلَے سے خطۂ عَرب میں موجُود تھے اُنہیں کی آل اولاد کو اِستعمال کر کے اِسلام کا حُلیہ بِگاڑا گیا کیونکہ اُس وقت تک وہ مجُوسی بہُروپیے مقامی زُبان اور اہلِ کِتاب کے عقائِد سے بخُوبی واقِف ہو چکے تھے جِن کے لئے مُسلمانوں کے نظریات تبدِیل کرنا کوئی مُشکل کام نہیں تھا۔

یہُودیوں کے بعد عِیسائیوں میں بھی قیامَت کے دِن مُردوں کے زِندہ ہونے کا نظَریہ

زرتشی تسلّط کے زیرِ اثر عیسائیت کے دورِ اوّل کی فِرقہ بندی کا ہی نتیجہ ہے۔ یہ وُہی دور ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام کے بارے میں یہ مفرُوضہ قائم کیا گیا تھا کہ یا تو وہ خُود خُدا ہیں جو اِنسانی شکل میں پیدا ہُوئے ہیں یا کوئی ایسے اِنسان ہیں جو خُدا بن گئے ہیں؟ اُس وقت یعنی 70ء عیسوی میں رُومیوں کے اِسرائیل پر حملے کے بعد مِصر کی طرف فرار ہونے والی کلیسائے یرُوشلم کی باقیات اور پال (Paul) کے قائم کردہ کلیسائے رُوم کے درمیان کھینچا تانی خُوب زور شور سے چل رہی تھی جس کے نتیجے میں رُومن دھڑے نے عیسائیت کی بُہت سی وَحی کردہ تعلیمات کے ساتھ ساتھ پیدائشِ نَو (Reincarnation) کے قُدرتی نِظام کو بھی مُسترد کر دیا اور یہ یقین کرنے لگے کہ حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام خُدا تھے جو اِنسانی شکل میں دُنیا میں آئے تھے (Jesus was God become man)۔ اِس دِن سے یہ عقائدِ عیسائیوں کے اِیمان کا مُستقل حِصّہ بن گئے۔ عیسائیوں کا یرُوشلم والا دھڑا جانتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام فقط ایک اِنسان تھے جو حکمِ اِلٰہی سے نبوّت کے اعلیٰ مُقام پر فائز ہُوئے۔ یرُوشلم والے عیسائی پیدائشِ نَو (Reincarnation) پر بھی یقین رکھتے تھے۔ اُن کا یقین تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام اَب دُنیا میں واپس تشریف نہیں لائیں گے کیونکہ اُن کا دُنیا میں آنے کا مقصد پُورا ہو چُکا ہے اور وہ حیات و ممات کے دائرے سے نِکل کر ابدی زِندگی پا چکے ہیں۔ مگر بدقسمتی سے رُومی عیسائیوں نے سیاسی جنگ جیت لی اور کلیسائے رُوم نے "ہر بار مَرنے کے بعد فوری حِساب کِتاب اور اگلی زِندگی میں سزا اور جزا پر فوری عمل درآمد" یعنی بار بار مَرنے کے بعد حساب کِتاب اور پھر گُزشتہ زِندگیوں کے اعمال کے مُطابِق بار بار زِندہ ہونے کے وَحی کئے ہُوئے قانُون کی تعرِیف آخرت میں ایک ہی بار برپا ہونے والی قیامَت کے بعد مُردوں کے ہمیشہ کے لئے زِندہ ہونے کے زرتشی تصوّر سے بدل دی۔ رہی سہی کسر پال (Paul) اور اُس کے حواریوں نے اِس کی تشریح میں چار چاند اور لگا کے اِس طرح پُوری کی کہ "یسُوع" پہلی بار آئے تو سب کے گُناہ لے کر اُوپر چلے گئے اور اَب وہ دُوبارہ قیامَت کے دِن فرِشتوں کے ساتھ آسمانوں سے ہمیں بخشوانے کے لئے اُتریں گے۔ ہمیں مَوت کے بعد گہری نِیند سے جگا کر (Resurrection) ابدی

زِندگی دیں گے اور ہمیشہ کے لئے ہماری نجات (Salvation) کرا دیں گے۔ اِس غلط عقیدے کو صحیح ثابت کرنے کے لئے حوالے بھی تراشے گئے اور اِنجیل کی اِن آیات کا گمراہ کُن ترجمہ بھی کیا گیا جن میں مَرنے کے بعد فوری اِحتساب اور جزا و سزا کے ساتھ نئی زِندگی کے آغاز کے بارے میں وَحی کی گئی تھی۔ لیکن اگر اَب بھی اِنجیل کے اَصلی متن کو غور سے پڑھا جائے تو بے شمار آیات میں کُھلی آنکھوں سے پیدائشِ نَو (Reincarnation) کے بیانات اور اِن کی تفصیل دیکھی جاسکتی ہے۔ لہٰذا قبروں میں سوئے ہُوئے مُردوں کی لاشوں کو قیامَت کے دِن زِندہ کر کے اُٹھائے جَانے کا عقیدہ (resurrection of corpses) صِرف یہُودیت، عیسائیت یا اہلِ کِتاب کے مذاہب کے ساتھ ہی شرُوع نہیں ہُوا۔ بلکہ یہ اِیمان بِالآخر (Eschatology) قدیم فارس اِیران کے اُن ستارہ پَرست رُوحانی مجُوسیوں کی اِیجاد ہے جنہوں نے زَرتشی مذہب (Zoroastrian Religion) کی بُنیاد رکھّی تھی جس نے پہلے یہُودیوں پھر عیسائیوں اور اُن کے بعد مُسلمانوں کو ڈَسا۔

تین عقلمندَ آدمی (Three Wise Men) جنہیں عیسائیوں کی تارِیخ میں تین رُوحانی بادشَاہ بھی کہا جاتا ہے حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام کی وِلادت کے بعد اُن کے لئے تین تحائِف لے کر آئے تھے۔ جو بعد میں عیسائی رِوایات کا ایک اَہم اور مُستقل حِصّہ بن گئے۔ کرِسمس کی تقرِیبات اور اُن میں تحُفے (Christmas Gifts) لینے اور دینے کا رِواج عیسائیوں میں اِنہیں تین مجُوسیوں کی وجہ سے شرُوع ہُوا۔ متّی کی اِنجیل بھی اِن تین مُمتاز غیرمُلکی ستارہ شناس لوگوں کا حوَالہ دیتی ہے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام کی زیارت لُوبان، مَر (گنفرس) اور سَونے کے تحائِف کے ساتھ کی تھی۔ تارِیخ میں یہ واقعہ ''مجُوسی شُہرت'' (Magi Fame) کے نام سے خاصہ مشہُور ہے۔ اگر وقت اجازت دے تو اِس تاریخی واقعہ کا مُطالِعہ کرنا بہترَ ہوگا تاکہ آپ خُود حقیقت جان سکیں۔ انگریزی میں میجک Magic کا لفُظ اِنہیں تین لوَگوں کے گروہ میجی Magi سے ماخُوذ ہے۔ کیونکہ وہ مجُوسی ستارہ شناس علمِ نجُوم اور علم السّحر یَعنی جادُو میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ ان المجوس الثلاثہ (Three Magi) کے نام بالتازار (Balthasar) اسبار (Caspar) اور ملیور (Melchior) تھے جِن کے اِیرانی لباس

(Brooklyn بروک لین) میں آثارِ قدیمہ کے عجائب گھر بروک لین
میں اصل تصویری خاکے نیویارک میں آثارِ قدیمہ کے عجائب گھر
(Museum) میں محفُوظ ہیں۔ اُن کی عکسی نقول آپ کی خِدمت میں حاضِر ہیں:

عہدِ قدیم (Old Testament) کے دَور میں جب یہُودی بابُل کی جِلاوطنی سے گُزر رہے تھے تو اُن کے مذہب میں آخرت اور قیامت کا موجُودہ زرتشی تصوّر داخِل کیا گیا۔ جِس میں پُوری دُنیا کے مُردوں کو اُن کی قبروں سے زِندہ کر کے فیصلے کا آخِری دِن روزِ قیامت مُقرّر ہُوا، پَروں والے فرِشتوں کے موجُودہ تنظیمی ڈھانچے کا تصوّر تشکیل پایا، شیطان کو اللہ کا حرِیف بنا کر پیش کیا گیا، محرَاب والی عِبادت گاہوں کا قیام عمل میں لایا گیا اور پیدائشِ نَو کے ربّی عمل کو زمین دوز پاتال کے غیر منطقی تصوّر سے تبدِیل کر دیا گیا۔

متّی (Matthew) کے مُطابِق چار میں سے صِرف ایک وہبیّت انا جیل (Canonical Gospels) میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ مذکُورہ بالا مجوسی (Magi) ہی وہ لوگ تھے جِنھوں نے یسُوع کی عِبادت کرنے کی طرح ڈالی اور اُن کو خُدا کا درجہ دیا۔ جِس کو بعد میں کلیسائے رُوم نے زبُور کی آیت 72:11 کی غلط تشریح کر کے زرتشیوں کے مجوسی عقیدے سے مُنسلک کر لیا اور تحرِیری طور پر حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام کو خُدا مان کے اُن کی عِبادت شرُوع کر دی۔ زبُور کی مذکُورہ آیت 72:11 آپ کی خِدمت میں حاضِر ہے۔

"May all kings fall down before him."

(Psalms 72:11)

تمام بادشاہ اُس کے سامنے گِر جائیں گے۔ (زبُور 72:11)

قارئینِ کرام! مُلاحِظہ فرمایئے زبُور کی اِس آیت 72:11 میں حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام کو خُدا بنا کے اُن کی عِبادت کرنے کی بات نہیں کی جا رہی بلکہ اُن کے مَرتبے اور مُقام کی بات ہو رہی ہے۔ مگر عِیسائیوں نے اُس کا مطلَب بدل کے اِس کی تشرِیح اپنے نظَریات کے

مُطابق کر لی! یہی حال اللہ تبارک تعالیٰ کی طرف سے نازِل کردہ دِیگر کِتابوں کی تشرِیح اور تراجُم میں بھی کیا گیا۔

پہلی صدِی کے مشہُور یہُودی مُوَرِّخ فلاویس یوسیفس (Flavius Josephus) لِکھتے ہیں کہ زَرتشی سازِش کے بعد جب یہُودی تین بڑے فِرقوں میں بَٹ گئے تب بھی یہُودیوں کے فِرقہ فرِیسی (Pharisees) سے تعلّق رکھنے والے رَاست باز یہُودی پیدَائشِ

نَو (Reincarnation) پر ایمان رکھتے تھے۔ پال (Paul) خُود بھی یہُودیّت چھوڑ کے عیسائیت اِختیار کرنے سے پہلے فریسیوں کے فِرقے سے ہی تعلق رکھتا تھا۔

فریسیوں کا شجرۂ نَسب 165 قبلِ مسیح کے ان نیک کاروں کے قبیلے سسدانس (Assideans) سے جامِلتا ہے جِنھوں نے مکابی شورشوں (Maccabean Revolt) کے خِلاف یُونان اور شام کے حکمَران نطیوخَس چہارم (Antiochus IV) سے ٹکّر لی تھی۔ یہ عہد نامۂ قدیم کے بعد اور حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام کی پیدَائش کے دَرمیان چار صَدیوں پر مُحیط وہ دَور تھا جب اَبھی سلطنتِ رُوم معرضِ وجُود میں نہیں آئی تھی اور یَروشلم میں یُونانی بُت پرستوں کا اثر اور عمل دخل اپنے عُروج پر تھا۔

مؤرخ یوسیفس (Josephus) مزید لکھتے ہیں کہ فریسیوں کا اِیمان تھا کہ موت کے بعد شیطان صِفت بُرے لَوگوں کی رُوح کو سزا دِی جاتی ہے لیکن رَاست باز اور اچھّے لوگوں کی رُوح دُوسرے جِسموں میں لَوٹا کر اُن کی زِندگی بحال کردِی جاتی ہے تا کہ وہ دُوبارہ جی سکیں۔

یہُودی تارِیخ کے مُستند حوَالوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے اُس زَمانے میں یہُودیوں میں یہ ایک رَاسخ عقِیدہ تھا کہ جو اَنبیا علَیہِم السّلام اِس دُنیا سے رُخصت فرما جَاتے ہیں وہ اپنی وفات کے بعد پیدَائشِ نَو (Reincarnation) کے ذرِیعے اِسی دُنیا میں واپس تشرِیف لے آتے ہیں۔ مگر یہُودیوں کے یہ عقائد یَروشلم پر زَرتشتیوں کے غلبے کی وجہ سے دَم توڑ گئے۔

یہُودیوں کے اِیمان اور قدِیم عقائِد میں پیدائشِ نَو (Reincarnation) کے ثبُوت عِبرانی زُبان کے لفُظ گِل گُل "גלגול" (Gilgul) یَعنی "اَوتار" سے مِلتے ہیں۔ عِبرانی کے اِس لفُظ کا عَربی میں ترجُمہ "خط المرم" بھی کیا جاتا ہے۔ سادہ اُردو میں اُسے گول دائرہ اور فارسی میں "خطِ دَروازہ" کہا جاتا ہے۔ "گِل گُل" (Gilgul) کے ساتھ عِبرانی زُبان کا دُوسرا لفُظ "הנשמות" ہَ نے شامُوت (ha'ne'shamot) بھی لگایا جاتا ہے جِس کا عَربی میں ترجُمہ "النّفس" اور فارسی میں "اَرواح" کیا جاتا ہے۔ یہُودی تعلیمات میں یہ دَونوں عِبرانی لفُظ "גלגול" اور "הנשמות" اِکٹھے مِلا کے بَولے جاتے ہیں جِن سے رُوح کی رِی سائیکلنگ (Transmigration and Reincarnation) اور پیدَائشِ نَو کے دائرے کا

مطلَب لیا جاتا ہے۔ یہ حیات و ممات کا وُہی گول دائرہ (cycle) ہے جِس کا ذِکر قرآنِ کرِیم میں بھی موجُود ہے اور ہم اُس کا حوالہ "واعظ" کی آیات میں اِسی کِتاب کی بالائی سطُور میں دیکھ چکے ہیں۔ لِہٰذا گِل گُل نِشاموت (Gilgul Neshamot) کو تکمسٔ رُوح (metempsychosis of souls) یا رُوح کا سائیکل کہا جاتا ہے۔ جو یہُودیوں کی مقدّس تحرِیروں (Kabbalah) میں مِلتا ہے اور اُن عقائِد پر ایمان رکھنے کی تعلیم اِن کے یہاں قُرونِ وسطیٰ (Medieval) کے زمانے سے چلی آ رہی ہے۔ قدامت پسند (Orthodox) یہُودی اگرچہ دُوبارہ پیدائش (Reincarnation) یا اَوتاروں کے سوال پر زیادہ زَور نہیں دیتے مگر اُس کی تعلیم کو صحیح ضرور مانتے ہیں۔ یہُودیوں کے فرقہ الحسیدیہ (Hasidic) کے لوگ جلجلم یعنی پیدائشِ نَو کے سائیکل پر سب سے زِیادہ اِیمان رکھتے ہیں اور مقدّس تحریروں (Kabbalah) میں اِس کو بہُت قدر کی نِگاہ سے دیکھتے ہیں۔

عِبرانی میں "زُوھار" (Zohar) مَرنے کے بعد درجات بُلند کر کے دُوبارہ اُٹھائے جانے کو کہا جاتا ہے۔ انگریزی میں اُس کا ترجُمہ (Elevation) کیا گیا ہے جِس کی تشرِیح انگریزی کی جامع لُغات میں اِن الفاظ میں کی جاتی ہے۔

The action or fact of raising or being raised to a higher or more important level, state, or position or increase in the level of something, یَعنی اعلیٰ اور زیادہ اہم سطح، حالت یا موقف پر اُٹھانے یا اُٹھنے کا عمل۔

زُوھار کو تیرہوِیں صَدی میں اُس وقت خاصی مقبُولیّت حاصِل ہُوئی جب یہُودی عُلماء کے درمیان طویل بحث ومُباحثوں کے بعد بِالآخر پیدائشِ نَو کی حِقیقت کو تسلیم کر کے اِسے تورَات کے حِصّہ "بالک" (Balak) کے ساتھ جوڑ کر سمجھا گیا جِس میں پیدائشِ نَو کے سِلسلے کے حوالہ جات پہلَے سے موجُود تھے۔ لِہٰذا پیدائشِ نَو اور اَوتاروں کی آمد کے سِلسلے میں "زُوھار" (Zohar) کا تصوّر بھی یہُودیوں کے عقِیدے میں شامِل ہے۔ دانیاؔل کی مندرجہ ذَیل آیت 12:3 میں شجرِ زِندگی (The Tree of Life) سے ترقّی دے کر دُوبارہ اُٹھائے جانے (Elevation) کا بیان بطورِ دلیل پیش کیا جاتا ہے۔

"But the wise shall understand that their

elevation comes from the Creator, the Tree of Life. And they who are righteous shall shine like the brightness of the firmament" (Daniel 12:3)

لیکن عقلمند سمجھ جائیں گے کہ اُنہیں ترقّی دے کر اُٹھایا جانا، آتا ہے، خالق، زندگی کے شجر کی طرف سے۔ اور جولوگ صالح ہیں وہ چمک اُٹھیں گے چمکتے ہُوئے آسمان کی طرح۔

(دانیال 12:3)

The Tree of Life یعنی زِندگی کے شجر کے ساتھ elevation یعنی، اُوپر اُٹھانا، اِرتفاع، بالا رفتن، بوجُود آمدہ یا نہض کا بغُور مُطالِعہ کیا جائے تو دانیال کی مندرجہ بالا آیت 12:3 سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ زِندگی کا منبَع (source) یعنی شجرِ حیات صِرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جِس سے سب زِندگیاں نِکلتی ہیں اور لَوٹ کر اُسی میں جاتی ہیں۔

اٹھارہوِیں صَدی میں لِتھوانیا کے یہُودی اُستاذ العُلماء راہِب یلیاہ (Elijah) نے بائبل کی کِتاب یُونس (The Biblical Book of Jonah) پر ایک سَیر حاصِل تبصرہ لِکھا جِس میں اُنہوں نے مدلّل حوالوں سے یہ ثابت کیا کہ کِتابِ یُونس پیدائشِ نَو (Reincarnation) کے اِستعاروں (allegory) پر مبنی ہے جو اَوتار کی شکل میں اِنسان کے دُوبارہ پیدا ہونے کے عمل کی وضاحَت کرتے ہیں۔

معرُوف یہُودی مذہبی شخصیّت راہِبہ یتشک لَوریا (Rabbi Yitzchak Luria) لِکھتی ہیں کہ مَوشہ (Moshe) یعنی حضرت مُوسیٰ علیہِ السّلام حضرت آدمؑ کے تیسرے بیٹے شیثؑ کی پیدائشِ نَو (Reincarnation) تھے جبکہ شیثؑ ہابیل کا اگلا جنم تھا۔ راہِبہ لَوریا مزید لِکھتی ہیں کہ "م" (mem) سے نئے جنم کے نام مُوسیٰ کے شرُوع کا حرف، "ش" (shin) سے اِس سے پہلَے جنم کے نام شیثؑ کا پہلا حرف اور "ہ" (heh) سے ہابیل بنتا ہے اِن عِبرانی حُروف کو مِلا دِیا جائے تو مکمّل نام موشہ (Moshe) بنتا ہے جو عِبرانی صحیفوں میں حضرت مُوسیٰ علیہِ السّلام کا نام ہے۔ اِسی طرح یہُودیوں کی تارِیخ میں ھِلیل دُوسرا جنم لے کر بطور حضرت ہارُون علیہِ السّلام پیدا ہُوئے تھے۔

یہُودی تعلیمات کے مایہ ناز مِحقق راہِب حایم (Rabbi Haim) الشعَار جلجلم (Shaar HaGilgulim) میں رقم طراز ہیں کہ یہُودی تارِیخ کے دو معرُوف کِردار سِکم (Shechem)

اور دِینہ (Dinah) بھی پیدائشِ نَو (Reincarnation) کے دائرے (Cycle) میں رہ چکے ہیں۔ سِکم جب ایک عِزّت دار گھرانے کی عَورت دِینہ بنت یعقُوب کی عصمت دری کا مُرتکب ہُوا تو سِکم اُس کی ذِمّہ داری اپنی پرورِش پر ڈال کر خُود برَی الذِمّہ ہوگیا۔ جب اِن دَونوں نے دُوبارہ جنم لیا تو دَونوں کا کِردار اُلٹ گیا۔ سِکم دُوبارہ جنم لے کر اِسرَائیلی جنرل ''جمری'' (Zimri) بنا اور دِینہ مدیانی قبیلے کی ''کزبی'' (Cuzbi) نامی عَورت بنی۔ جمری نے بُری نیّت سے کزبی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ دَونوں کے دَرمیان تعلّقات اُستوار ہونے کی خبر جب اِنتہا پسند بنحاس (Pinhas) کو مِلی تو اُس نے دَونوں کو قتل کر دیا۔ اِس طرح جمری یَعنی سابقہ سِکم کو ہمیشہ کے لئے جہنّم رسید کر دِیا گیا۔ اُسے اِس کی کرنی کی سزَا مِل گئی اور وہ اِس بار اچھّے گھَرانے میں پرورِش پانے کی وجہ سے پچھلی بار کی طرح اپنے جُرم کی ذِمّہ داری اپنی بُری پرورِش پر نہیں ڈال سکا۔ حیات و ممات کا سائیکل آگے بڑھا، بنحاس (Pinhas) کا اَگلا جنم بطورِ راہِب اکیوا (Rabbi Akiva) اور کزبی رُوم کے جنرل ترمس روفس (Turnus Rufus) کی بیوی بن کر پیدَا ہُوئی۔ جِس نے یہُودی مذہب اِختیار کر کے راہِب اکیوا کے مذہبی اِجتماعات مُنعقد کرنے کا سِلسلہ شرُوع کر دیا۔ اِس زِندگی میں اُس نے یہُودیت کی تعلیمات کا فروَغ دے کر اپنی پچھلی زِندگی میں جنرل جمری کے ساتھ کئے گئے گُناہوں کا کُفّارہ ادا کیا۔ اِس طرح اُس کے گِل گُل (gilgul) کے سائیکل کا اچھّا اِختتام ہُوا۔

اِس واقعہ کے ساتھ گِنتی کی مَندرجہ ذَیل آیات: کا حوالہ بھی دِیا جاتا ہے۔

"A Midianite woman, distinguished as the daughter of Zur, "head of the people of a fathers' house in Midian." She was slain by Phinehas at Shittim in company with "Zimri, the son of Salu, a prince of a fathers' house among the Simeonites"

(Numbers 25:6-18)

مدیانی قبیلے کی ایک عَورت جو مدَائن کے سَردار زور کی دُختر کے نام سے مشہُور تھی اُسے بنحَاس نے شِیتم (سُفید پھُولوں والے کیکر کا دَرخت) کے پاس شمُونیوں کے راجہ سلُو کے بیٹے جمری کے ساتھ قتل کر دیا۔

(گِنتی: 25:6-18 رواں ترجمہ)

تثنیہَ (Deuteronomy) کے مَندرجہ ذَیل حوالے 25:5-10 بھی اہلِ یہُود میں کِسی

آدمی کی دُوبارہ پیدائش (reincarnation) کے ضِمن میں دِیئے جاتے ہیں جِن میں عِبرانی زُبان کا ایک لفظ مِلتا ہے جِس کا تلفّظ "یِبم" (yibum) ہے۔ اُسے انگریزی میں levirate اور عَربی میں السَلفہ کہا جاتا ہے۔ اِس کے مُطابِق اگر کِسی یہُودی عَورت کا جوَان آدمی مَر جائے تو وہ اپنے آدمی کے بھائی سے شادِی کرتی ہے اور پیدَا ہونے والے بچّے کا نام اپنے مَرے ہُوئے آدمی کے نام پر رکھتّی ہے۔ یہُودیوں کا یقِین ہے کہ یہ بچّہ اِس عَورت کے پہلے آدمی کا ہی اَوتار یَعنی دُوسرا جنم ہوتا ہے جِس سے اُس آدمی کی آئندہ نَسل چلتی ہے۔

تثنیَہ (Deuteronomy) 25-5-10 کا ترجُمہ آپ کی خِدمَت میں حاضر ہے:

اگر بھائی اِکٹھے رہتے ہوَں اور اُن میں سے کوئی بغیر بیٹا پیدا ہُوئے گُزر جائے تو اِس کی بیوَہ خاندَان سے باہِر ہرگز شادِی نہیں کرے گی۔ اُس عَورت کے مرحُوم شوہَر کا بھَائی اُسے قبُول کر کے اُس کے ساتھ شادِی کرے گا اور اُس عَورت کے آدمِی کے بھَائی کے طور پر اپنی ذِمّہ داری ادا کرے گا۔ پہلَا بیٹا پیدَا ہوگا تو اُس کا نام اپنے مَرے ہُوئے بھَائی کے نام پر رکھّے گا تا کہ اُس کا نام بنِی اِسرَائیل سے نہ مِٹے۔ تاہم اگر یہ آدمی اَپنے مرحُوم بھائی کی بیوِی کے ساتھ شادِی نہ کرنا چاہے تو اُس عَورت کو چاہیئے کہ وہ عِلاقے کے بڑَے بزُرگوں کے پاس جا کر کہے کہ میرے آدمی کا بھَائی اپنے مَرے ہُوئے بھَائی کا نام بنِی اِسرائیل میں جاری رکھّنا نہیں چاہتا۔ پِھر شہر کے بڑَے لَوگ اُسے طلَب کر کے اُس سے بات کریں گے۔ اگر وہ اِس بات کا اِصرار کرے کہ مَیں اِس عَورت سے شادِی نہیں کرنا چاہتا تو اُس کے بھَائی کی بیوَہ اُن بڑے لَوگوں کی موجُودگی میں ننگے پاؤں ہو کے اُس پر چڑھائی کرے گی۔ اور اِس آدمی کے مُنہ پر تُھوکتے ہُوئے کہے گی کہ اِس آدمی کے ساتھ یہی کرنا چاہیۓ جو اَپنے بھَائی کے شجرۂ نَسب کا اِنشاء نہیں کرتا۔ اُس آدمی کا شجرہ اِسرَائیلیوں میں ننگے پاؤں والا خاندان کہلائے گا۔

تثنیَہ (Deuteronomy) 25-5-10 (بین الاقوامی نسخۂ جدید)

5 If brothers are living together and one of them dieswithout a son, his widow must not marry outside thefamily. Her husbands brother shall take her and marry her and fulfill the duty of a brother-in-law to her.6 The first son she bears shall carry on the name of the dead brother so that his name will not be blotted out from Israel.7

However, if a man does not want to marry his brothers wife, she shall go to the elders at the town gate and say, My husbands brother refuses to carry on his brothers name in Israel. He will not fulfill the duty of a brother-in-law to me.8 Then the elders of his townshall summon him and talk to him. If he persists insaying, I do not want to marry her,9 his brothers widow shall go up to him in the presence of the elders, take off one of his sandals, spit in his face and say, This is what is done to the man who will not build up his brothers family line.10 That mans line shall be known in Israel as The Family of the Unsandaled.

(Deuteronomy 25:5-10) New International Version (NIV)

لُوقا کی آیات 9:7-9 سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ زمانۂ قدیم کے اہلِ کتاب میں حیات بعد الممات پر اِیمان اور دُوبارہ پیدا ہونے والے اَوتاروں (reincarnated people) کے آنے کے عقائد اِتنے مضبُوط تھے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام کی نبوّت کا آغاز ہُوا تو لوگ بہت دیر تک اِس اَچنبھے میں پڑے رہے کہ کہیں عیسیٰ علیہِ السّلام پیدائشِ نَو کے بعد آنے والے کسی سابقہ نبی کے اَوتار تو نہیں؟ کُچھ لوگوں نے اُن کو یحییٰ علیہِ السّلام (John) کی دُوبارہ پیدائش یعنی اُن کا اَوتار خیال کیا اور کُچھ نے حضرت الیاس علیہِ السّلام کا۔ پیدائشِ نَو (Reincarnation) کے سِلسلے میں حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام کی اَپنے شاگردوں سے گفتگو اِس ضِمن میں بہت غور طلب ہے۔ جب اُنہوں نے اَپنے شاگردوں سے حلفیہ انداز میں کہا کہ یُوحنا (یحییٰ) دَراصل حضرت الیاس (Elijah) کے اَوتار تھے جو دُوبارہ پیدائش (Reincarnation) کے ذرِیعے دُنیا میں تشریف لائے تھے۔

حضرت یحییٰ (John) علیہِ السّلام کی پیدائش سے پہلے فرشتوں نے حضرت زکریا علیہِ السّلام کو خُوش خبری سُنائی کہ اُن کی بیوِی ایک بچّہ جنے گی جِس کا نام یحییٰ ہوگا اِس خُوشخبری میں حضرت یحییٰ علیہِ السّلام کی سرگرمیوں کے بارے میں جو کُچھ بتایا گیا اُس کا بیان متّی اور لُوقا دونوں میں ایک جیسا ہے جِن کے حوالے آپ کی خِدمت میں حاضِر ہیں۔

And he will go before him in the spirit and power

of Elijah to turn the hearts of the fathers to the children and the disobedient to the wisdom of the just; to make ready a people prepared for the Lord (Luke 1:17. Italics mine).

اور وہ اُس کے سامنے جائے گا یلیّاہ (اِلیّاس) کی رُوح اور طاقت میں، باپوں کے دِل بچّوں کی طرف پھیرنے کے لئے اور نافرمان کو راست باز بننے کی عقل دے کر تیّار کرے گا اَپنے ربّ کے لئے۔ (لُوقا 1:17)

لُوقا 1:17 کا جُملہ "in the spirit and power of Elijah" (یلیّاہ کی رُوح اور طاقت میں) یہ حقیقت کُھلے انداز میں واضح کر رہا ہے کہ حضرت اِلیّاس علیہِ السّلام اور حضرت یحییٰ علیہِ السّلام دو اَلگ اَلگ جِسم ضرور تھے مگر اُن میں رُوح ایک ہی تھی یعنی یحییٰ علیہِ السّلام حضرت اِلیّاس علیہِ السّلام کی پیدائشِ نَو (Reincarnation) تھے۔ لِہٰذا متّی کی اِنجیل میں دو نُکات بتائے گئے ہیں جِن میں سے ایک تو یہ ہے کہ پیدائشِ نَو ایک مُسلّمہ حقیقت ہے اور دُوسرا یہ کہ حضرت اِلیّاس علیہِ السّلام کی پیدائشِ نَو (Reincarnation) بطورِ حضرت یحییٰ علیہِ السّلام کے ہُوئی تھی جو اُس زمانے میں کوئی انہونی بات نہیں تھی۔ یہ دونوں نُکات اِس بات کی تصدِیق کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہِ السّلام کے دَورِ حیات میں اُن کے پیرو کار پیدائشِ نَو (Reincarnation) پر مکمّل یقین رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اَب بھی عِیسائیوں کے کُچھ فِرقے پیدائشِ نَو کو اپنے اِیمان کا حِصّہ سمجھتے ہیں۔

ہمارے قدِیم رِوایتی عُلماء کی بات تو اَحاطۂ بیان سے قطعی باہِر ہے مگر جنہیں ہم خالِص قُرآنی سوچ کے حامِل جِدّت پسند عُلماء کہتے ہیں اُن کی عُمر بھی پوپ کے نظریات اور عِیسائیت کے مغربی فلسفے کا چربہ اپنی کِتابوں میں لِکھتے ہُوئے گُزری۔ ہمیں اِس حقیقت کا پتہ صِرف اِس لئے نہیں چلا کہ ہم نے نہ کبھی پوپ اور پادریوں کی کِتابیں پڑھی تھیں نہ مذہب کا مغرِبی فلسفہ اور نہ ہی کلیسائے اوّل کی سازشیں۔ مذکورہ عُلماء لُوقا کی مندرجہ بالا آیت: کا ترجُمہ اَیسے کرتے جِس سے یہ مطلَب نِکلے کہ ''حضرت یحییٰ علیہِ السّلام میں کام کرنے کی صلاحیت اور جذبہ اَیسا تھا جیسا کہ حضرت اِلیّاس علیہِ السّلام میں دیکھا جاتا تھا۔''

اُن کے نزدِیک اللہ کی راہ میں مارا جانے والا شہید بھی اپنی شہادت کی مَوت کے بعد جِسمانی

زِندگی نہیں پاتا بلکہ اُس کا صِرف نام ہی زِندہ رہتا ہے اِسی طرح وہ مَوت کے بعد حیات والی قُرآنی آیات کو بھی جِسمانی زندگی کے مطلَب میں لینے کی بجائے صِرف مُردہ سوچ میں تبدیلی کا اِستعارہ لیتے ہیں۔ یہ عُلماء اُس دَور کی پیدَاوار ہیں جب ہر شَے کو کمیُونزم (communism) کے مِیکانکی اور مادّی قوانین کی رَوشنی میں دیکھا جاتا تھا۔ اِس لئے قُرآنْ کہتا ہے تو کہتا رہے مگر اُنہیں یقین نہیں آتا تھا کہ کبھی مَرنے والے بھی لَوٹ کر آتے ہیں؟

متّی (Matthew) کے مَندرجہ ذَیل حوَالہ جات نہ صِرف عقل سے عارِی عُلما کے خُود ساختہ فلسفَے کی نِفی کرتے ہیں بلکہ مَوت کے بعد مِلنے والی جِسمانی زِندگی کی توثِیق بھی کر رہے ہیں۔

> And if you are willing to accept it, he is Elijah who is to come. He that hath ears to hear, let him hear.
>
> (Matthew 11:14-15)
>
> اور اگر تُم اِس بات کو قبُول کرنے کو تیّار ہو تو یہ وہی یلیّاہ (اِلیّاس) ہے جو آنے والا ہے۔ جِس شخص کے پاس سُننے کے لئے کان ہیں وہ سُن لے۔ (متّی 11:14-15)
>
> And if you are willing to understand what I, mean, he is Elijah, the one the prophets said would come. And if ever you were willing to listen, listen now!
>
> (Matthew 11:14-15, the Living New Testament).
>
> اور اگر آپ یہ سمجھنے کے لئے تیّار ہیں کہ میرا مطلَب کیا ہے؟ وہ اِلیّاس ہے، وُہی جِس کے بارے میں نبیوں نے کہا تھا کہ وہ آئے گا۔ اور اگر کبھی آپ یہ سُننے کے لئے تیّار تھے، تو اَب سُنئے!
>
> (متّی 11:14-15 زندہ نیا عہد نامہ)

قارئینِ کرام! متّی اور مَرقس کے مَندرجہ ذَیل بیانات مُلاحِظہ فرمایئے جِن میں حضرَت عیسیٰ علیہِ السّلام نے حضرَت یلییّاہ (اِلیّاس) کے اَوتار کی آمد (Rebirth of the same person) کی تصدِیق خُود فرمائی۔

> But I tell you that Elijah has already come, and they did not know him, but did to him whatever they pleased.
>
> (Matthew 17:12)

لیکن مَیں آپ کو بتا دیتا ہُوں کہ یلیّاہ (اِلیّاس) پہلے ہی آ چکے ہیں، اور لوگوں نے اُن کو جانا نہیں تھا مگر لوگوں نے جو کُچھ بھی اُن کے لئے کیا اِس پر خُوش ہیں۔ (متّی 17:12)

But I tell you that Elijah has come, and they did to him whatever they pleased, as it is written of him. (Mark 9:13)

مگر مَیں تُمھیں بتاتا ہُوں کہ یلیّاہ (اِلیّاس) آ گیا ہے، اور وہ خُوش ہیں جو کُچھ بھی اِس کے لئے کیا اَیسا ہی لِکھّا ہُوا ہے۔ (مَرقس 9:13)

کلیسَائے اوّل کی سازِش (conspiracy of early church) کی وجہ سے متّی اور مَرقس کی اِن آیات کو اہلِ کِتاب میں سے کُچھ لوگ اِس نظَر سے بھی دیکھتے ہیں کہ یہاں تو صِرف یہ بات بتائی جا رہی ہے کہ حضَرت یلیّاہ (اِلیّاس) اپنے وقت پر دُنیا میں تشرِیف لائے تھے۔ مگر اِس غلَط فہمی کو بھی متّی، مَرقس اور لُوقا کی اِنجیل نے بخُوبی دُور کر دِیا۔ مَندرجہ ذَیل حوالہ جات مُلاحِظہ فرمائیے جِن میں حضَرت عیسیٰ علیہِ السّلام حضرت یحییٰ کی بطورِ حضرت اِلیّاس علیہِ السّلام دُوبارہ پیدَائِش (Reincarnation) کی تصدِیق کر رہے ہیں۔

And if you are willing to receive it, he is Elijah who was to come." (Matthew 11:14)

اور اگر تُم اِس بات کو قبُول کرنے کو تیّار ہو تو یہ وہی یلیّاہ ہے جو آنے والا تھا۔

(متّی 11:14)

He said, It is John whom I beheaded; he is risen from the dead. (Mark 6:14-16)

اُس نے کہا یہ وُہی یوحنا ہے جِس کو مَیں نے سَر بَریدہ کیا تھا؛ یہ مَر کے زِندہ ہو گیا۔

(مَرقس 6:14-16)

And he (King Herod)said that John the Baptist was risen from the dead, and therefore mighty works do show forth themselves in him. Others said that it is Elijah. And others said that it is a prophet, or as one of the prophets. But when Herod heard thereof, he said, It is John whom I beheaded; he is risen from the dead. (Mark 6:14-16).

(Authorized King James Version)

اور اُس (بادشَاہ ہیرودیس) نے کہا یوحنا بپتِسمہ مَر کے زِندہ ہو گیا تھا، خُداوندِ غالِب

کے کام اُسی سے ظاہِر ہوتے ہیں۔ کئی لوگوں نے کہا کہ یہ ایلیّاہ ہے۔ اور کئی نے کہا کہ یہ کوئی نبی ہے یا نبیّوں میں سے ہے۔ مگر جب ہیرودیس نے یہ سُنا تو اُس نے کہا کہ یہ تو وُہی یُوحنا ہے جِس کو مَیں نے سَر بُریدہ کر دیا تھا؛ یہ مَر کے زِندہ ہو گیا۔ شاہ جیمز کا تصدِیق شُدہ نُسخہ۔

(مَرقس 6:14-16)

Luke (9:7-9) people thought that Jesus was John the Baptist resurrected, or a reincarnation of Elijah or one of the old prophets.

رُوح اِصلاح اور رُوحانی تعمیر و ترقّی کے لئے بھی دُنیا میں آتی ہے اور دُوبارہ پیدائش کِسی خاص مقصد کے حصُول کے لئے بھی ہوتی ہے۔ اگر یہ مقصد کِسی کی زِندگی کے ایک دَور میں پُورا نہیں ہوتا تو رُوح کو دُوبارہ واپس زمین پر بھیج دِیا جاتا ہے۔ بعض اَوقات دُنیا میں واپسی محدُود حالات اور مُختصر وقت کے لحاظ سے بھی ہوتی ہے مثلاً چھوٹی عُمر اور کوئی معذُوری وغیرہ۔ پیدائشِ نَو کے ذرِیعے رُوح کی دُنیا میں واپسی گُزشتہ زِندگی کے اَعمال کی سزا کے لئے بھی یہ ناگُزیر ہے۔ جیسے کہ اگر کِسی امیر آدمی نے پچھلی زِندگی میں اپنی دولت اور طاقت کا ناجائز اِستعمال کیا تو ہوسکتا ہے وہ کہ اَگلی زِندگی میں مفلُوک الحال اور غرِیب بنا کر بھیجا جائے۔ دُوبارہ پیدائش کے ذریعے رُوح کی دُنیا میں واپسی کا حوَالہ توَرات کی کِتاب "رُوتھ" (Ruth) یعنی رحمَۃ کی آیت 1:6 میں بھی دیکھا جَاسکتا ہے۔

بائبل کا باب نہم پیدائشِ نَو کے بعد مِلنے والی سزا کا حوالہ دیتا ہے۔ جب ایک اَندھے کو دیکھ کر حضرَت عیسٰی علیہِ السّلام کے شاگردوں نے کہا۔

> Rabbi, who sinned, this man, or his parents, that he was born blind?
>
> (John 9:2)

راہب، جو اندھا پیدا ہُوا، اُس آدمی نے یا اُس کے والِدین نے کیا گُناہ کیا تھا؟

(یوحنا 9:2)

اُس اَندھے نے ظاہِر ہے کہ اپنی ماں کے پیٹ میں تو کوئی گُناہ نہیں کیا ہوگا۔ لہٰذا پچھلے جنم کے گُناہوں کی پاداش میں اُس شخص کو اِس جنم میں سزا دی گئی۔

ہمارے مضمُون سے مُتعلّق عہدنامۂ قدیم (Old Testament) اور عہد نامۂ جدید (New Testament) کے مزید حوَالہ جات حاضرِ خدمَت ہیں۔

"And many of those who sleep in the dust of the ground will awake, these to everlasting life, but the others to disgrace and everlasting contempt."

(Daniel 12:2)

اور جو زمین کی دُھول میں سَو جاتے ہیں اُن میں سے بُہت سے لوگوں کو ہمیشہ کی زِندگی کے لئے، جگا دِیا جائے گا، لیکن دُوسروں کے لئے اَبدِی ذِلّت اور تَوہین آمیز زِندگی ہے۔

(دانیؔال 2:12)

My flesh also shall rest in hope. For thou wilt not leave my soul in hell..."Ecclesiastes 12:7 .... then the dust will return to the earth as it was, and the spirit will return to God who gave it.

(Psalms 16:9,10)

میرا جِسم بھی اِس اُمّید میں آرام سے رہے گا کہ تُو جہنّم میں میرے نفَس کو نہیں چھوڑے گا (زبُور 16:9،10)۔ پِھر زمین کی دُھول زمین پر اَیسے ہی واپس آ جائے گی جَیسے کہ یہ تھی اور پھر رُوح اُسی خُدا کے پاس واپَس چلی جائے گی جِس نے اُسے دِیا تھا۔

(واعظ 12:7)

"Listen, I tell you a mystery: We will not all sleep, but we will all be changed."

(1 Corinthians 15:51)

سُنو، مَیں تُمہیں بَھید کی بات بتاتا ہُوں ؛ ہم سب سَوئیں گے نہیں لیکن ہم سَب کو تبدِیل کر دِیا جائے گا۔

(1 کرنتھیوں 15:51)

دانیؔال کی آیت 12:13 میں بھی مَوت کے بعد زِندگی مِلنے کا بیان ذَیل میں مُلاحِظہ فَرمائیے:

"Now go your way to the end and rest, and you shall arise to your destiny at the end of days."

(Daniel 12:13)

"اَب اپنے رَاستے پر چلتے جاؤ آخر تک اور سکُون رکھّو، اور تُم زِندہ کئے جاؤ گے اپنی قِسمت کے مُطابِق، زِندگی کے دِن پُورے ہونے پر۔"

(دانیال 12:13)

go your way to the end آخر تک کوشِش کرنے کے محَاورے میں اِستعمال ہُوا ہے، rest سے مُراد اِطمینان رکھنّے کے ہیں، destiny وہ قِسمت ہے جو گُزشتہ اَعمال کے مُطابِق ہو گی۔ end of days زِندگی کے دِن پُورے ہونے یعنی مَوت کے مطلَب میں ہے۔

تُم اپنی اِنتہائی کوشش کرتے رہو اور اطمینان رکھو کہ مرنے کے بعد تُمہیں تمہارے
اَعمال کے مُطابِق زندگی دی جائے گی۔ (رواں ترجمہ)

اِس کے عِلاوہ وَحی 7:14 (Revelation 7:14) کا مَندرجہ ذَیل بیان بھی پیدائِشِ نو کے دائرے (cycle of reincarnations) کے عمل اور تسلسل کی وضاحت کرتا ہے۔ جس کا اِختتام اُس وقت تک نہیں ہوتا جب تک کہ اِنسانی رُوح ترقّی کرتے کرتے اپنی بلُوغت کے اِنتہائی مُقام تک نہ پُہنچ جائے۔ یہ مُقام مُکاشفہ (Revelation) کی اِنجیل میں اِن الفاظ میں بتایا گیا ہے۔

"These are the ones who died in the great tribulation. They have washed their robes in the blood of the Lamb and made them white."
(New Living Testament, Revelation 7:14)

"These are they who have come out of the great tribulation; they have washed their robes and made them white in the blood of the Lamb."
(Revelation 7:14)

یہ وہ ہیں جو بڑی مُصیبت سے باہر آئے ہیں۔ اُنہوں نے برہ کے خُون میں رنگے اپنے کپڑے دھو کے سُفید کر لئے ہیں۔
(وَحی 7:14)

"No one can see the kingdom of God unless he is born again";
(John 3:3)

کوئی بھی خُدا کی بادشاہی کو نہیں دیکھ سکتا جب تک وہ دُوبارہ پیدا نہ ہو۔
(یوحنا 3:3)

مَندرجہ ذَیل حوالوں میں جنم کرم یَعنی مکافاتِ عمل کے اِس پہیئے کی مِثالیں دِی جا رہی ہیں جو گُزشتہ زندگی کے اَعمال کے حِساب سے آنے والی زندگی مُرتّب کرتا ہے۔ اُسے قِسمت یا تقدیر بھی کہا جاتا ہے۔ ہمارے عُلمائے جدید نے قِسمت اور مُقدر کا تصوّر ختم کرنے کی کوشش میں بڑی بڑی ضخیم کِتابیں بھر دیں۔ اُنہیں عُلماء کے سچّے پیرو کار عرصۂ دراز سے اُن کی کِتابوں کا باقاعدگی سے درس بھی دیتے چلے آ رہے ہیں۔ مگر لوگوں پر اِس درس و تدریس کا کُچھ اثر نہیں ہوتا اور نا ہی لوگ اُس جُھوٹی بات کو ماننے کے لئے تیّار ہیں کہ قِسمت کوئی چیز نہیں۔ لوگ بھی سچّے ہیں کیونکہ وہ روزمرّہ زندگی میں قِسمت کا عملی مُظاہرہ

اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔کوئی فاقے کر رہا ہے تو کوئی سونے کے نوالے کھا رہا ہے۔ کوئی مُحتاج ہے تو کوئی غنی۔کوئی تنگدستی مُصیبت اور پریشانیوں میں گِھرا ہے اور کِسی کا گھر آسودگی اور خُوشحالی سے جنّت بنا ہُوا ہے۔ یہ سب اَصل میں پچھلے جنم کے اَعمال کے ہی کرم ہیں۔جی ہاں تقدِیر ہے اور وہ باقاعِدہ مُرتّب کی جاتی ہے۔مگر اللہ کِسی کے ساتھ ظُلم نہیں کرتا بلکہ بندہ خُود اپنے ساتھ ظُلم کر کے اپنی بُری تقدِیر کے لکھے جانے کا ذِمّہ دار ہے۔ جو اُس نے کل بویا تھا وہ آج کاٹ رہا ہے۔

"The wheel of nature"; (James 3:6)

فِطرت کا پہیّہ۔ (جیمز 6:3)

"A man reaps what he sows"; (Galatians 6:7)

کوئی شخص جو بوئے گا وُہی کاٹے گا۔ (گلتیوں 6:7)

"All who draw the sword will die by the sword"; (Matthew 26:52)

تلوار نکالنے والے تلوار سے ہی مریں گے۔ (متّی 26:52)

"If anyone is to go into captivity, into captivity he will go. If anyone is to be killed with the sword, with the sword he will be killed." (Revelation 13:10)

اگر کِسی کو قید میں جانا ہے تو وہ قید میں ہی جائے گا۔اگر کِسی کو تلوار سے مَرنا ہے تو وہ تلوار سے ہی مَرے گا۔ (وحی 13:10)

LORD says: "'Those destined for death, to death; those for the sword, to the sword; those for starvation, to starvation; those for captivity, to captivity.'" (Jeremiah 15,2)

خُداوند کہتا ہے،جِن کی قِسمت میں مَرنا ہے وہ مَریں گے،جِن پر تلوار زَنی ہونی ہے وہ تلوار زَن ہوں گے،جنہیں فاقے کرنے ہیں وہ فاقے کریں گے،جنہیں قید ہونا ہے وہ قید میں ڈالے جائیں گے۔ (یرمیاہ 15:2)

نیُویارک کے مشہُور ناشِر اِدارہ بانٹم بکس (Bantam Books Publisher) نے 1983ء میں نامور ماہرِ نفسیات ڈاکٹر برائن ویز (Dr Brain Weiss) کی مشہُورِ زمانہ کِتاب

"بہُت سی زِندگیاں بہُت سے ماسٹرز (Many Lives, Many Masters)" شائع کی جِس کو نہ صِرف نفسیاتی سائنس کے عِلمی حلقوں میں خُوب پذِیرائی ملی بلکہ کِتاب کے مُصنّف ڈاکٹر برائن نے اپنے مریضوں پر اُن کی گُزشتہ زِندگیوں کی تحقِیق و تفتِیش میں کئے گئے جو تجربات اپنی کِتاب میں رَقم کئے ہیں اُن پر کئی فِلمیں بھی بَن چکی ہیں۔

ڈاکٹر برائن اپنی کِتاب کے صفحہ 35اور 36 پر لِکھتے ہیں کہ عہد نامہ قدیم (Old Testament) اور عہد نامہ جدید (New Testament) میں دُوبارہ پیدا ہونے (Reincarnation) کے بارے میں وَحی کِئے گئے حوالہ جات بدرجہ اُتّم موجُود تھے جو 325 عِیسوی میں سلطنتِ رُوم کے شہنشاہِ اعظم قُسطَنطِین (Constantine) نے اپنی ماں ہلینا (Helena) سے مِل کر عِیسائیوں کے موجُودہ نئے عہد نامے سے نِکال کے عِیسائیت کو رُوم کا سَرکاری مذہب قرار دے دِیا تھا۔ اور 355 عِیسوی میں مُنعقد ہونے والے قُسطَنطِنیہ کی مجلسِ شُوریٰ (The Council of Nicea) کے دُوسرے اِجلاس میں شہنشاہ کے اِس عمل کی توثِیق کرتے ہُوئے پیدَائشِ نَو (Reincarnation) کو عِیسائیت میں بِدعت (heresy) قرار دیدیا گیا۔

لہٰذا اَصل بائبل کے متَن کی رُو سے دُوبارہ پیدائِش (Reincarnation) کے بیَانات تو اِنجیل میں جُوں کے تُوں موجُود رہے مگر کلیسَا کی مجلس المسکُونی (Ecumenical Council) نے بائبل کے ترجُمے اور تفسیر سے اُن بیَانات کو خارِج کر دیا۔ کلیسَا کی مجلسِ شُوریٰ کے ارکان نے کلیسا کے نظریات کو مُستحکم کرنے کے لئے بائبل کی دُوبارہ پیدائِش والی تعلیم کے خِلاف رائے دہی دے کر اُسے رَوک دِیا اور اِس سے مُتعلقہ تعلیمی مَواد کو بھی کالعدم قرار دے کر بحقِ کلیسَا ضبط کرلیا۔ اِس کے بعد کلیسَا اور حکومَتِ وقت کی مِلی بھگت سے اُس دَور کا آغاز ہُوا جب پیدائشِ نَو (Reincarnation) کی تعلیم دینے والوں کو سزائے موت دِی جانے لگی۔ رَاست باز عُلماء کو سیاسی دباؤ اور طاقت کے زور پر خاموش کر دِیا گیا اور بارھوِیں صَدی عِیسوی تک حالَت اَیسی ہی رہی۔ جِس کے بعد یہ غلَط عقائِد ہی عِیسائیوں کا مَوجُودہ اِیمان بَن گئے۔

کارَل یُونگ (Carl Jung) اِسگمنڈ فرائیڈ (Sigmund Freud)، ہینری فورڈ (Henry Ford)، چارلس لینڈبرگ (Charles Lindbergh)، وِلیَم ییٹس (William

(Yeats، ایڈگر کائس (Edgar Cayce) اور اِلنور روز ویلٹ (Eleanor Roosevelt) جیسے دورِ حاضِر کے غیر مُتعصّب اور عِلمی بصیرت رکھنے والے قابل مُفکّرین نے پیدائشِ نو کی تعلیمات کی نشاطِ ثانیہ اور ترویج کے لئے گراں قدر خِدمات سرانجام دیں۔ جس سے عیسائیت کے اِعتقاد میں تو فی الحال کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی کیونکہ کلیسا والے ہمارے مولویوں کی طرح اپنے مسلک پر ڈٹے ہُوئے ہیں مگر پیدائشِ نو (Reincarnation) کے بارے میں عوامُ النّاس میں آگاہی ضرور دیکھی گئی اور یہ موضُوع محفلوں اور رسمی و غیر رسمی گُفتگو میں بھی زیرِ بحث آنے لگا ہے۔ ایک حالیہ سروے کے مُطابق مغربی مُمالک بشمُول امریکہ کے 33 فیصد اور مشرقی یورپ کے 40 فیصد عیسائی پیدائشِ نو (Reincarnation) پر یقین رکھتے ہیں جو آخرت پر ایمان لانے کی مد میں یقیناً خُوش آئند بات ہے۔ کیونکہ قُرآن خُود کہتا ہے کہ "اللہ پر اِیمان اور آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو کوئی خوف و حُزن نہیں ہوتا۔ خُواہ وہ یہُودی ہوں، عیسائی ہوں یا زرتشی (دِیگر مذاہب کے ماننے والے) ہوں"۔ (سُورۃُ البقرۃ، آیت: 62)

امریکی ریاست ورجینیا کی میڈیکل یُونیورسٹی کے پچّاس سال تک چیئرمین رہنے والے ماہرِ طبّ، نیُویارک کی کورنیل میڈیکل یُونیورسٹی، (Cornell University)، لوئسیانا اسٹیٹ یُونیورسٹی (Louisiana State University) اور لاس اینجلس کی ٹیولین میڈیسن یُونیورسٹی (Tulane University of Medicine) کے رئیسُ الجامعہ (Dean of University) اور حیاتیات، بائیو کیمسٹری، ادویات، دِماغی امراض، طبّ الباطنی، نفسیاتی امراض اور دیگر طبّی مضامین پڑھانے کے اُستاد، سائنس کی تحقیقی سوسائٹی کے بانی، تین سو سے زائد تحقیقی مقالوں اور پیدائشِ نو (Reincarnation) پر دو ہزار سے زائد صفحات پر مُشتمل چالیس معرُوف کِتابوں کے مُصنّف، طبّی تحقیق اور ریسرچ میں بینُ الاقوامی شُہرت کے حامِل پروفیسر ڈاکٹر آئن سٹیونسن (Ian Stevenson) کے خیال میں عیسائیت اور اِسلام کے عِلاوہ دُنیا کے تقریباً سبھی مذاہب پیدائشِ نو (Reincarnation) میں یقین رکھتے ہیں۔ پروفیسر موصُوف نے عِلم اَسباب الامراض پر اپنی کِتابوں میں پیدائشی نشانوں (Birthmarks) اور پیدائشی نقائص (Birth Defects) پر سیرِ حاصِل بحث کی ہے، جس میں

اُنہوں نے طبّی سائنس کی رُو سے ثابت کیا ہے کہ ہمارے جذبات (emotions) ، یادیں (Memories)، اور حتیٰ کہ گُزشتہ زِندگیوں میں پیش آنے والے حوادِث کی وجہ سے لگنے والی جِسمانی چوٹیں (physical injuries) تک ایک زِندگی سے دُوسری زِندگی میں مُنتقل ہوتی ہیں۔ کِسی اِنسان میں کوئی مخصُوص صلاحیّت، کلا، آرٹ، فن یا قابلیّت نہ تو موروُثی ہوتی ہے اور نا ہی کِسی ماحَول کے مَرہونِ منّت ہوتی ہے۔ بلکہ رُوح جب ایک جِسم کی مَوت کے بعد دُوبارہ زِندہ ہوکر کِسی نئے جِسم میں جاتی ہے تو وہ پچھلی شخصیّت کے نقُوش بھی نئی زِندگی میں اپنے ساتھ لے جاتی ہے۔ پروفیسر سٹیونسَن نے نیُویارک اَسپتال میں نفسیَاتی مَریضوں کا عِلاج کرتے ہُوئے یہ دَریافت کیا کہ اُن کے مِریضوں میں ذہنی تناوَ اور ڈِپریشن کے اثرات اُن کی پچھلی زِندگیوں سے وابستہ تھے جو بڑھتے بڑھتے فشارِ خون (High Blood Pressure) اور سَانس کے اَمراض میں تبدِیل ہو گئے۔ امرِیکی رِیاست اِریزونا کے سینٹ جوزف اَسپتال میں بھی مرِیضوں کو اندرونی اَمراض (internal disease) کی اَدویات دیتے ہُوئے اِسی قِسم کے تجربات ہُوئے۔ اِس کے بعد ڈاکٹر موصُوف نے نہ صِرف امریکہ بلکہ ہندُوستان اور دُنیا کے دیگر مُمالک میں جا کر سینکڑوں مرِیضوں پر تحقِیق کی جِس سے یہ ثابت ہوگیا کہ بُہت سی دائمی بیمارِیوں، جِسمانی معذُورِیوں، ڈپریشن اور ذہنی تناوَ کا تُعلّق کِسی اِنسان کی گُزشتہ زِندگی سے ہوتا ہے نہ کہ موروُثیّت یا ماحَول سے۔ پروفیسر ڈاکٹر آئن سٹیونسَن کی کِتابوں اور مقالات کا مُطالِعہ کرکے **پیدائشِ نَو** (Reincarnation) کی حقِیقت کو سائنس اور طِبّ کی رَوشنی میں بخُوبی جانا جاسکتا ہے۔ اگر وقت اِجازت دے تو آئن سٹیونسَن کی کم از کم ایک کِتاب **"حیاتیَات اور پیدائشِ نَو"** (Biology and Reincarnation) کا مُطالِعہ کرنا دِلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

عِلمِ حیاتیَات اور طبّی سائنس کے مُطابِق ڈی این اے (DNA) کے تَرکِیبی تسلسل میں جنیَاتی تحوِیل (Gene Mutation) کی وجہ سے جو مُستقل تبدِیلی واقع ہوتی ہے وہ ہمارے جَین بناتی ہے۔ ہر اِنسان میں جنیَاتی تحوِیل دو طرح سے ہوتی ہے۔ جِن میں سے ایک تو ماں باپ کے کروموسوم سے ہوتی ہے جِسے جَین کی موروُثی تحوِیل یا سلالِ الجرثومی کہتے

ہیں۔ دُوسری تحوِیلات (Mutations) صِرف بَیضہ (Egg) یا صِرف نُطفہ یَعنی الخَلی المنَوی (sperm cell) میں زَرخیزی (Fertilisation) کے فوراً بعد واقع ہوتی ہیں جن کو نئی تحوِیلات (De Novo Mutations) کہتے ہیں۔ یہ نئی اور باہر سے آئی ہُوئی جنیَاتی تحوِیل بھی والِدین کی طرف سے آئی ہُوئی موروثی تحویل کے ساتھ ساتھ بچّے کے تمام خلیَات میں پائی جاتی ہے۔ نَومولُود کے خلیَات میں اِن اِضطرابات (Disorders) کا تعلّق مورُوثیّت یا کِسی قِسم کے خاندَانی پَس منظر (Family History) سے بالکُل نہیں ہوتا اور نا ہی یہ نَسل دَر نَسل مُنتقل ہوتا ہے۔ اِنسان نے ایک عَرصے تک یہ مفرُوضہ قائم کر رکھّا تھا کہ اِنسانی خلیوں میں مذکُورہ پُراثرات نئی جنیَاتی تحوِیل ماحَول اور سُورج کی غَیر مَرئی قُوّتوں کی بدولت ہوتی ہے جِس میں سُورج سے آنے والی بالاَئے بنفشی تابکارِی (ultraviolet radiation) اَہم کِردار ادا کرتی ہے۔ مگر موجُودہ دَور میں جنُوم (Genes) پر ہونے والی تحقیق نے یہ ثابت کر دِیا ہے کہ زیرِ بحث بیرُونی جَین (Muted Genes) نہ ماں باپ سے وِراثت میں آتے ہیں اور نا ہی کوئی خاندَانی پَس منظر رکھتے ہیں بلکہ اُن میں گُزشتہ زِندگی کے نقُوش ثبَت (Record) ہوتے ہیں جِنہیں نئی زِندگی اپنے ساتھ لے کر اِس دُنیا میں آتی ہے اور یہ ایک بَرقیرے (Electronic Chip) کی طرح پہلَے سے رِیکارڈ شُدہ پرَوگرام اور گُزشتہ زِندگی میں کئِے جَانے والے اَعمال کے اَثرات نئی زِندگی میں مُنتقل کرتے ہیں۔

اہلِ نَصاریٰ کے جَانے مانے پادِری، عِیسائی مذہَب کے مُمتاز عالم، امریکہ کی کیلیفورنیا یُونیورسٹی کے رئیسِ فلسفہ، اَدبی رَائل سوسَائٹی کے رُکن، غَیر خیالی (non-fiction) یَعنی سچّی اور حِقیقت پر مبنی تحرِیروں کے اَدبی مُقابلے میں امرِیکی ریاسَت کیلئے فورنیا سے گولڈ مَیڈل پانے والے پروفیسر گِڈیز مک گریگر (Geddes MacGregor) اَپنی کِتاب "عِیسائیت میں پیدَائشِ نَو" (Reincarnation in Christianity) میں لکھّتے ہیں کہ پیدَائشِ نَو کے بارے میں عِیسائیوں کا رِوایتی عِقیدہ مذہَبی کِتابوں کے نظَریات سے مُطابِقت نہیں رکھّتا۔ پروفیسر موصُوف نے پیدَائشِ نَو کے نظَریئے کی صدَاقت پر زور دیتے ہُوئے عِیسائی سوچ میں پیدَائشِ نَو کے کِردار کا نیا تصوّر پیش کیا جو اِلہامی کِتابوں سے عَین

پروفیسر گریگر مزید کہتے ہیں کہ دس سال قبل عیسائیوں کے کسی بڑے عالم نے انہیں تورات کی کتاب پیدائش کے اوّلین اُصولوں کے لاطینی اور یونانی نسخہ جات اِس درخواست کے ساتھ بھیجے کہ اُن پر غور فرما کر یہ بتایئے کہ دونوں میں سے کونسا صحیح ہے۔ کیونکہ دونوں کا بیان ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ جب دونوں نسخوں پر غور وخوض کے بعد پروفیسر گریگری نے اِس عالم کو پیدائشِ نو کی حقیقت اور لاطینی زبان میں کیئے گئے غلط ترجمہ اور تفسیر کی تفصیل لکھ کر بھیجی تو وہ اُسے پڑھ کر سکتے میں آگیا اور اِس ڈر سے کہ اگر یہ تفصیل منظرِ عام پر آگئی تو کہیں عیسائیت کی رُوح نہ زخمی ہو جائے اُس عالم نے وہ رپورٹ ہمیشہ کے لئے اپنی دراز میں بند کر دی۔ کیونکہ اِس بات کے ٹھوس شواہد موجود ہیں کہ پال (Paul) کے زیرِ اثر عیسائیت کے اِبتدائی ادوار میں مذہبی تعصب کی بِنا پر کلامِ الٰہی کا لاطینی زُبان میں گُمراہ کُن ترجمہ کیا گیا تھا جس کے اثرات بدنے عیسائیت کو مذہب کی اَصل تعلیم سے دُور کر دیا۔ سینٹ جیرُوم (St. Jerome) کے خطُوط میں سے خط 124 جو اُس نے مغربی رُوم کے حکمران اوِیطس کو لکھّا تھا اس میں سینٹ جیرُوم نے اِس بات کو خاص طَور پر واضح کیا تھا کہ یُونانی سے لاطینی میں ترجمہ کرتے وقت قبل الوجود (pre-existence)، المبادۃ الاولی (First Principles) اور پیدائش کے بیانات تبدیل کر کے اُن کا غلط ترجمہ کیا گیا ہے۔ سینٹ جیرُوم کا خط اِس بات کا کُھلا ثبُوت ہے کہ عیسائیت کے ابتدائی دَور میں کلیسا کی سازشوں سے پہلے پیدائشِ نو (Reincarnation) کی تعلیم کتابِ مقدس کے مُطابق دی جاتی تھی۔ یاد رہے کہ اَوِیطس عیسائیوں کی تارِیخ میں وہ شخصیّت ہے جس نے رُوم کی ثقافت اور عیسائیت کے مُشکل وقت میں اِن کے لئے اپنا اِنتہائی سازگار اَثر و رسُوخ اِستعمال کیا۔ دُنیا کے مشہُور و معرُوف دانشوَر اور علمی اِعتبار سے جانی مانی ہستیاں اللہ تعالیٰ کی نازِل کی ہُوئی کتابوں کو سمجھ کر پڑھنے اور اُن میں غَور وفِکر کرنے کی وجہ سے پیدائشِ نو (Reincarnation) پر مُشتمل آخرت پر یقین رکھتے تھے۔ معرُوف عیسائی عالم طرطُولین (Tertullisn) اپنی کتاب رسالہ علی الرُوح (Treatise on the soul) کے باب 33 میں پیدائشِ نو (Reincarnation) پر سیر حاصِل بحث کرتے ہُوئے لِکھتے ہیں کہ مشہُور

ریاضی دان فیثاغورث بھی پیدائشِ نَو پر یقین رکھتا تھا۔

عیسائیوں کی پہلی تین صدیوں کے دوران نئے جسم میں تناسخِ اَرواح (Transmigration of souls) کا یُونانی فلسفہ عیسائیت پر نُمایاں طور پر چھایا رہا جو تاریخ میں افلاطُونی نظریات (Platonism) کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مشرق کے رُوحانی فلسفہ کے برعکس افلاطُون کا خیال تھا کہ رُوحِ اِنسانی مَوت کے بعد عالمِ اَرواح میں اپنے شعُور اور ذاتِ مُنفردہ کے طور پر ہمیشہ زِندہ رہتی ہے۔ اور ہندُو عقیدے کے برعکس اِنسانی رُوح نا تو خُدا بنتی ہے اور نا ہی وہ کِسی اور طریقے سے اپنے وجُود کا اِظہار کر سکتی ہیں۔ بلکہ نئے جسم میں پیدا ہو کر دُوبارہ دُنیا میں آ جاتی ہیں۔ افلاطون اپنی زرنگ یعنی عقلی یادداشتوں (Phaedrus) میں لِکھتا ہے کہ اگر کوئی رُوح اَحکامِ اِلٰہی پر عمل پیرا نہیں ہوتی اور سچّائی کا اِدراک کرنے میں ناکام رہتی ہے تو اِس غفلت اور گُناہ کی وجہ سے وہ مُصیبتوں کے دُگنے بوجھ تلے دَب کر کُچلی جاتی ہے۔ جس سے اُس کی پرواز کرنے کی صلاحیت چھن جاتی ہے اور وہ اُلٹے مُنہ زمین پر پٹخ دی جاتی ہے۔ رُوح اپنی پیدائش کے عمل سے گُزرنے کے بعد قانُونِ اِلٰہی کے تحت جب دُوبارہ زِندگی پاتی ہے تو وہ عام طور پر کِسی جانوَر کے جِسم میں نہیں جاتی بلکہ اُسے اِنسانی جِسم ہی عطا کیا جاتا ہے۔ اور وہ رُوح جِس نے سچّائی کا راستہ اِختیار کیا تھا اُس کی پیدائش بطورِ فلسفی یا کِسی بھی آرٹ، کلا اور پیشہ کے ماہرِ فن مثلاً ڈاکٹر، اِنجینئر، سائنس دان، قانُون دان، ادیب، اُستاد، عالم وغیرہ اور ہنستی گاتی خُوش طبع شخصیت کے ہوتی ہے۔

Plato writes in Phaedrus about this:

"But when she (the celestial soul) is unable to follow, and fails to behold the truth, and through some ill-hap sinks beneath the double load of forgetfulness and vice, and her wings fall from her and she drops to the ground, then the law ordains that this soul shall at her first birth pass, not into any other animal, butonly into man; and the soul which has seen most of truth shall come to the birth as a philosopher, or artist, or some musical and loving nature".

افلاطُون مزید لِکھتا ہے کہ ایک عام رُوح کو جہاں سے وہ چلی تھی واپس اُسی جگہ پہنچنے میں دس ہزار سال لگتے ہیں۔ صِرف فلسفی اور مُقرب لوگ ہی کم وقت میں اپنے اصلی مُقام